عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۳ تا ۹؍ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا ۷؍ دسمبر ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۴۵

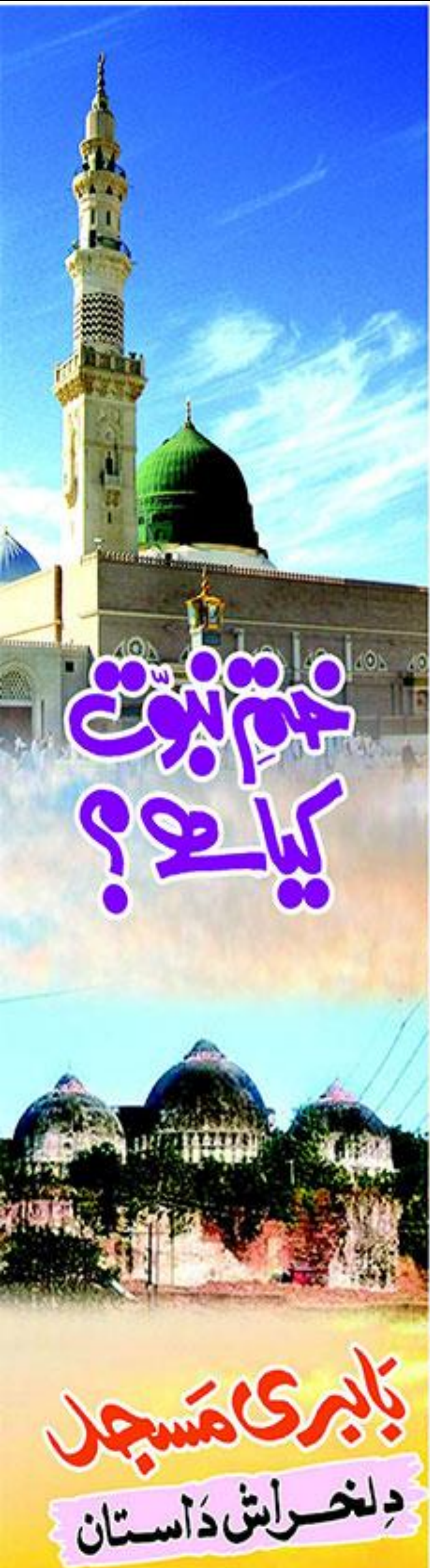

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

انسان کے اعمال اور کراماً کاتبین

س:…… فرشتے انسان کے ہر اچھے اور بُرے عمل کو دیکھتے ہیں اور پھر لکھتے ہیں۔ جو اعمال ظاہری طور پر کیے جاتے ہیں وہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ دیکھ کر لکھتے ہوں گے، لیکن جو باطنی اعمال ہیں وہ کیسے جان پاتے ہیں؟ مثلاً یہ کہ انسان دل میں غلط سوچ رہا ہے یا یہ انسان غلط نظر سے دیکھ رہا ہے۔ فرشتوں کو اس بات کا کیسے علم ہوتا ہے؟

ج:…… اللہ تبارک وتعالیٰ کے دو فرشتے کراماً کاتبین ہر انسان کے ہر اچھے اور بُرے عمل کو لکھنے پر مقرر ہیں۔ خواہ وہ اعمال دل کے ہوں یا اعضاء اور جوارح کے ہوں۔ اعضاء اور جوارح کے اعمال تو خود کراماً کاتبین جان لیتے ہیں اور پھر لکھ لیتے ہیں، لیکن دل کے اعمال جاننے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے علامات مقرر ہیں، جس کے ذریعے سے ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس بندہ کے دل میں اچھا ہے یا بُرا ہے۔ اسی طرح وہ دل کی اچھائی یا بُرائی کو لکھ لیتے ہیں۔

"ویکتبان کل شیئی فی الاعتقاد والعزم التقریر ……
ویجعل اللّٰہ لھما امارۃ علی الاعتقاد القلبی و نحوہ۔"
(تفسیر روح المعانی ص:۶۵، ج:۲۸)

مرحومہ کے لئے ایصالِ ثواب

س:…… ایک عورت کا انتقال ہو گیا ہے، اس کا والد اور شوہر اس سے ناراض تھے، والد نے تو اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی۔ اس عورت کا شوہر اور والد دونوں معاف کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ کیا اس عورت کی قبر پر جانا اور اس کے لئے ایصالِ ثواب کرنا، صدقہ وخیرات کرنا شرعاً صحیح ہے؟ اس کا اجر اور ثواب اس کو پہنچے گا؟ کیا والد اور شوہر کا معاف نہ کرنا صحیح ہے؟

ج:…… چونکہ عورت کا انتقال ہو چکا ہے، اب اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اس لئے والد اور شوہر کو چاہئے کہ اس کی تمام غلطیوں کو معاف کر دیں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔ معاف نہ کرنے سے ان کا کوئی فائدہ تو ہونے والا نہیں۔ ہاں! معاف کر دینے سے یہ اللہ تعالیٰ کے اجر کے مستحق ہوں گے اور اس عورت کو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ اس طرح دونوں کو فائدہ ہوگا ہر انسان سے غلطی اور قصور ہو جاتا ہے، ہم اگر معاف نہیں کریں گے تو پھر ہمیں بھی اپنے حق میں کسی سے معافی کی امید نہیں ہونی چاہئے، جبکہ معاف کرنے کو اللہ تبارک وتعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ باقی اس عورت کی قبر پر جانا اور اس کے لئے ایصالِ ثواب، صدقہ وخیرات کرنا جائز ہے، ان شاء اللہ! اس کا ثواب اس کو پہنچے گا۔

لباس میں غیر قوم کی مشابہت سے احتراز

س:…… ایک حدیث نظر سے گزری کہ: "زرد رنگ کفار کا لباس ہے، اسے مت پہنو۔" کیا یہ درست ہے اور اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟

ج:…… لباس سے متعلق مختلف احادیث مروی ہیں، بعض احادیث میں کسی رنگ کی ممانعت مذکور ہے اور بعض حدیثوں میں اس کا جواز ملتا ہے۔ زرد، سرخ اور سیاہ رنگوں سے متعلق ممانعت وجواز دونوں کا ذکر ملتا ہے۔ زرد رنگ سے ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں کفار اس رنگ کا لباس خاص طور پر بنوا کر پہنا کرتے تھے، چنانچہ ان کی مشابہت سے بچنے کے لئے منع فرمایا گیا۔ اسی طرح خواتین زیب وزینت کے لئے کپڑوں پر زعفران ملا کرتی تھیں، چنانچہ مردوں کو زیب وزینت سے بچنے کے لئے اس رنگ کا استعمال ممنوع کر دیا گیا۔ آج کے زمانہ میں نہ تو یہ کفار کا مخصوص لباس رہا ہے اور نہ ہی اب خواتین کی زیب وزینت ہی کے لئے یہ رنگ مستعمل ہے، چنانچہ اب اس رنگ کے کپڑوں کا پہننا ممنوع نہیں ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۳ تا ۹ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۹ء شمارہ:۴۵

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عنوان	صفحہ	مصنف
آزادی مارچ..... اسلام آباد	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
سوشل میڈیا.... صحیح اور غلط استعمال	۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
ختم نبوت کیا ہے؟	۱۳	ڈاکٹر ساجد خاکوانی
کمالاتِ نبوت کے آئینہ دار	۱۶	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
کرتارپور راہداری اور قادیانی مذہب	۱۸	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
قادیانی گستاخیاں	۲۰	انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی
نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ! (۲۱)	۲۳	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ
بابری مسجد.... دلخراش داستان	۲۷	مولانا محمد زکریا نعمان، کراچی

بیاد

امیرِ شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہدِ ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمانِ ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشینِ حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہیدِ ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہیدِ ناموسِ رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

شفاعت

حدیث قدسی ۱۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے متعلق سوال کیا تو اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میں آپ کی امت کے ستر ہزار آدمیوں کو جنت میں اس طرح بھیجوں کہ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا اور زیادہ۔ ارشاد ہوا: ہر ایک کے ساتھ ستر، ستر ہزار۔ میں نے عرض کیا: اگر میری امت کے مہاجرین کی تعداد اس قدر نہ ہوئی تو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گاؤں کے رہنے والوں سے تعداد کو پورا کردوں گا۔ (احمد)

حدیث قدسی ۱۸: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص گناہگار تھا جب وہ کھانا کھانے سے فارغ ہوتا تو اپنا دسترخوان ایک کوڑی پر جھاڑ دیا کرتا تھا، اس کوڑی پر ایک عابد پڑا رہتا تھا وہ اگر کوئی ٹکڑا یا دانہ دیکھتا تو کھالیا کرتا تھا یا دسترخوان میں سے کوئی ہڈی پھینکی جاتی تو اس کو چوس لیا کرتا، کچھ عرصہ کے بعد اس گناہگار کی وفات ہوگئی اور یہ عابد جنگل میں چلا گیا اور وہیں گھاس پات سے اپنا گزر کرتا رہا کچھ دنوں بعد اس کا بھی انتقال ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس عابد سے دریافت کیا: تیرے ساتھ کسی نے کچھ بھلائی کی تھی؟ اس نے کہا: یارب! نہیں، اللہ تعالیٰ فرمایا: تیری معاش کہاں سے تھی؟ حالانکہ خدا کو سب معلوم تھا۔ اس عابد نے کہا میں اس کوڑی پر جاتا تھا اور کوئی روٹی کا ٹکڑا یا دانہ یا کوئی ہڈی مل جاتی تھی تو اس کو کھالیا کرتا تھا۔ جب آپ نے اس بستی کے رئیس کو موت دے دی تو جنگل میں نکل گیا اور جنگل کے پتے اور پانی سے اپنا گزر کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس گناہگار کو آگ سے نکال کر لاؤ اس عابد نے اس کو دیکھ کر کہا: الٰہی! یہی وہ شخص جس کے دسترخوان کی ہڈیاں اور ٹکڑے میں کھایا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ اور اس کو جنت میں داخل کردے، یہ اس بھلائی کی وجہ سے جو یہ تیرے ساتھ کرتا تھا، اگر یہ جانتے ہوئے تیرے ساتھ یہ سلوک کرتا تو میں آگ میں داخل نہ کرتا۔ (ابن النجار)

نماز

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

س:......نمازِ تہجد کسے کہتے ہیں اور اس کا وقت اور رکعتیں کتنی بتلائی جاتی ہیں؟

ج:......لفظ تہجد عربی اور اردو زبان کا لفظ ہے اور اس کا مفہوم ہے رات کے وقت میں ہی سو کر اٹھنا یا جاگنا رات کو سونے کے بعد نماز فجر کے وقت سے پہلے اٹھ کر (جاگ کر) ایک نماز پڑھنے کی شریعت نے ترغیب دی ہے اور اسے نیک لوگوں کی علامت بھی کہا ہے، جسے نماز تہجد کا نام دیا گیا ہے۔ عربی اعتبار سے اس کو صلوٰۃ اللیل بھی کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کے اعتبار سے نہ صرف اس نماز کا اہتمام فرمایا بلکہ اپنی امت کو بھی اس کے پڑھنے کی تاکیدی ترغیب دی ہے، یوں تو یہ نماز رات ہی کے وقت میں سو کر اٹھنے کے بعد نماز فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھی جاتی ہے، لیکن لوگوں کی کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، علماء کرام نے عشاء کی نماز کی تکمیل پر بھی اس کے پڑھنے کی اجازت دی ہے، بعض علماء کرام نے رات میں نہ پڑھ سکنے کی صورت میں اگلے دن کے زوال کے وقت سے پہلے پہلے تک پڑھے جانے کی اس اعتبار سے تاکید کی ہے تاکہ اس کی عادت پڑ جائے اور اس کے وقت میں اس کے پڑھنے کی فکر کی جائے۔ اس تفصیل کے بعد نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد سے لے کر نماز فجر کا وقت جسے صبح صادق بھی کہا جاتا ہے شروع ہونے سے پہلے پہلے تک بتلایا جاتا ہے۔ اس کی رکعات کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ بتلائی گئی ہیں۔ (واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اہتمام روزانہ کے وتر کے حوالے سے اکثر و بیشتر نماز تہجد کے بعد کا رہا ہے اور اپنی امت کو اس بات کی ترغیب بھی دی ہے کہ اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ، اس لئے آپ کی پیروی میں نماز تہجد کا اہتمام کرنے والے عشاء کے فرضوں کے بعد وتر چھوڑ دیتے ہیں اور اسے نماز تہجد کے بعد ادا کرتے ہیں، لیکن ہمارے زمانے کے لوگوں کی صحت جسمانی اور مصروفیتی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے بہتر یہ بتلایا جاتا ہے کہ وہ وتر عشاء کے فرضوں کے بعد ہی ادا کرلیا کریں، اس لئے کہ وتر واجب ہیں اگر کسی دن آنکھ نہ کھلی تو تہجد رہ جانے کی تلافی کی ضرورت نہیں....)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

آزادی مارچ، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حکومت نے جب آسیہ ملعونہ کو رہا کرا کر باعزت طور پر بیرون ملک بھجوا دیا تو اس کے بعد قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے نومبر ۲۰۱۸ء میں ناموس رسالت ملین مارچ کا آغاز کراچی سے کیا، اس کے بعد وقفے وقفے سے ملک کے طول وعرض میں ۱۵ کامیاب ملین مارچ کئے اور اس کے بعد ۲۷ر اکتوبر ۲۰۱۹ء کو آزادی مارچ کا آغاز بھی کراچی جیسے روشنیوں والے شہر سے کیا اور یہ ۱۳ر نومبر ۲۰۱۹ء تک اسلام آباد میں رہا۔ اس آزادی مارچ سے حضرت مولانا، آپ کی جماعت: جمعیت علماء اسلام، پاکستانی عوام، دینی طبقہ اور پوری مسلم برادری کو کیا فوائد اور کیا کامیابیاں حاصل ہوئیں؟ ان کی طویل فہرست ہے، جس کو ان شاء اللہ! تفصیل کسی آئندہ کسی اداریہ میں آپ کے سامنے تحریر کیا جائے گا، سردست حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے ۳ر نومبر ۲۰۱۹ء کو آزادی مارچ کے شرکاء سے جو بیان کیا، اس کے چند اقتباسات آپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

۱:... قائدین محترم، بزرگان ملت، میرے بھائیو، دوستو! آج چوتھا دن ہے آپ اس میدان میں بیٹھے ہیں، عام تاثر یہ ہوتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ لوگ تھک جاتے ہیں، ان کے جذبات مدہم پڑ جاتے ہیں۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے جذبات اور آپ کا جوش وخروش وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور مقصد کے حصول کے لئے آپ آخری بازی لگانے کے لئے تیار نظر آ رہے ہیں۔

۲:... میرے محترم دوستو! اسلام آباد کی پوری تاریخ کا یہ سب سے بڑا اجتماع ہے۔ اس سے پہلے اس سرزمین نے اور ان فضاؤں نے اتنا بڑا انسانی اجتماع نہیں دیکھا اور مجھے امید ہے آئندہ بھی اتنے بڑے اجتماع کے امکانات بظاہر نظر نہیں آ رہے۔

۳:... میں ایک بات بڑی وضاحت کے ساتھ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ ایک تحریک ہے، یہاں اجتماع کرنے کے بعد اس کا یہ معنی نہیں کہ ہمارا سفر رک گیا، آج کئی صحافی حضرات کے ساتھ میری بات ہوئی کہ جی آپ یہاں سے جائیں گے تو جیسے وہ اس کو پسپائی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ میں نے کہا: ہم یہاں سے جائیں گے، تو آگے پیشرفت کی صورت میں جائیں گے، آگے بڑھ کر اس سے سخت حملے کی طرف جائیں گے اور حکمرانوں کو بتائیں گے کہ آج ایک اسلام آباد بند ہے، ان شاء اللہ پورا پاکستان بند کر کے دکھا دیں گے۔ آج ایک اسلام آباد میں اجتماع ہے، پورے پاکستان کو اجتماع گاہ بنا

کردکھائیں گے۔لیکن یہ سفرنہیں رکے گا،یہ سیلاب اب نہیں تھمے گا،یہ آگے بڑھے گااوراپنے مقصود کے حصول تک اپنی جنگ جاری رکھے گا۔

ایک بات بڑی واضح ہے کہ اس وقت دنیا میں اگرکوئی پریشان ہے اس اجتماع سے،وہ یا اسرائیل ہےاور یا قادیان ہے۔وہی اس سے پریشان ہیں،کیوں پریشان ہیں؟

۴:... میرے محترم دوستو! آج کے آپ کے اس اجتماع نے ان کی 35، 40 سالہ سرمایہ کاری پر پانی پھیر دیا ہے۔اب آنے والی تین چار دھائیوں تک پاکستان میں کسی کو جرأت نہیں ہوسکے گی کہ وہ اسرائیل کوتسلیم کرنے کی بات کرے۔کوئی مائی کالال اس کی جرأت نہیں کرسکتا۔قادیانیوں کے سربراہ نے اس حکومت کے آنے کے بعد ایک ماہ پہلے بیان دیا تھا کہ پاکستان کے آئین سے قادیانیوں کوغیر مسلم قرار دینے کی شق اب ختم ہونے کو ہے،یہ کس کی یقین دھانی پر وہ یہ بات کررہا ہے؟ ظاہر ہے اس کوکوئی یقین دھانی کرائی گئی تھی۔آج آپ کے اس سیلاب نے ان کے خوابوں پر پانی پھیر دیا ہے۔اب ان شاء اللہ! آنے والی کئی دھائیوں تک کوئی مائی کالال اس سرزمین پر پاکستان میں قادیانیوں کوغیر مسلم قرار دینے والی شق کوآئین سے نکالنے یااس میں ردوبدل کرنے کی جرأت بھی نہیں کرسکے گا۔

۵:... میرے دوستو! آئین پاکستان کی اسلامی دفعات جس کے بارے میں ایک عرصے سے بین الاقوامی دباؤ پر یہاں کے حکمران اس بات پر آمادہ ہوجاتے ہیں کہ اس میں ردوبدل کیا جائے،اس کوختم کیا جائے،آپ کومبارک ہو،ان شاء اللہ! آنے والے مستقبل میں کسی کوجرأت نہیں ہوگی کہ وہ پاکستانی آئین کی اسلامی دفعات کوچھیڑ سکے۔

۶:... میرے دوستو! جس طرح بین الاقوامی سطح پر ہمارے مدارس کے خلاف سازشیں ہورہی ہیں،ان کے کردار کوختم کرنا چاہتے ہیں۔ہم ان کو بتانا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس اس برصغیراور پاکستان کی تاریخ کا ایک ایسا مضبوط عنوان ہے کہ جسے محو کرنے کی جرأت کی گئی توانہیں کا خاتمہ ہوگا،مدارس کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا۔لہٰذا سب اداروں کوبیٹھ کر یہ طے کرنا ہوگا کہ آئین محترم ہے،وہ سپریم ہے،اس کی بنیاد پر ملک کانظام چلے گا۔اور یہ عہدوپیمان آپس میں کرنا پڑے گا،تاکہ آئین کی عملداری اوراس کے تحت ہم اپنے وطن عزیز کے نظام کو چلاسکیں۔جمہوری ادارے بے معنی ہوکررہ گئے ہیں،جمہوریت محض ایک نام کی چیز رہ گئی ہے،ہر شخص الیکشن میں عوام کی طرف دیکھنے کے بجائے کسی اورطرف دیکھ رہا ہوتا ہے۔ہم آج اس بات کوواضح کرنا چاہتے ہیں کہ اب فیصلے عوام کریں گے یا عوام کا ووٹ کرے گا۔عوام کے ووٹ کوعزت دینی ہوگی،عوام کے ووٹ کوامانت سمجھنا ہوگا اور عوام جو فیصلہ کرے،جس کے بارے میں کرے،ہمیں عوام کے فیصلے پر اعتراض نہیں ہوگا،لیکن عوام کے ووٹ پر ڈاکہ ڈالنے کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۷:... میرے محترم دوستو! یہ بڑے شوق سے کہتے ہیں کہ مدارس کے نصاب کی اصلاحات ہونی چاہئیں،اس کے نصاب کوتبدیل کرنا چاہئے، مدارس تو غریبوں کے ہیں،غریبوں کی تعلیم وہاں پر ہوتی ہے،مفت تعلیم دی جاتی ہے،مفت رہائش مہیا ہوتی ہے،مفت کتابیں ملتی ہیں۔بیکن ہاؤس اور برن ہال جیسے ارب پتی لوگوں کے ادارے جہاں پاکستان کے ایک خاص طبقے کواعلیٰ تعلیم ملتی ہے،عام لوگوں کوکلرک سے آگے نہیں جانے دیا جاتا،ان بڑے بڑے ارب پتیوں کے تعلیمی اداروں کی اصلاح کیوں نہیں کی جاتی؟ان کی تبدیلی کی بات کیوں نہیں کی جاتی؟ تبدیلی کی بات کروگے توتمہارے پروں کے نیچے بڑے بڑے مہنگے جوتعلیمی ادارے چل رہے ہیں،پہلے ان کی اصلاح کرو،پھر دینی مدارس کی بات کرو۔

۸:... میرے محترم دوستو! ذرااس قوم کی فکر کرو،آج پاکستان کا غریب کہاں پہنچ گیا ہے،آج پاکستان کا غریب صبح وشام کی روٹی کے لئے ترس رہا ہے،اپنی غربت اورمہنگائی کی وجہ سے وہ بازار سے راشن خریدنے کے قابل نہیں رہا۔اس کے بچے بھوکے سورہے ہیں،اس کے پاس چھت نہیں ہے،

اس کے گھر گرادیئے گئے ہیں۔ ظالم اور جابر طبقہ غریب انسان کو جینے نہیں دے رہا، آج اس غریب کی بات کرو، اس غریب کی بہتری کے لئے کچھ کرو، اور اگر نہیں کرسکتے تو پھر آپ کو پاکستانی قوم کے اوپر مسلط ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

میرے محترم دوستو! معاملات سنجیدہ ہیں۔ اتنا آسان نہیں کہ یہ اتنا بڑا اجتماع یہاں آ گیا اور اس کو جانا چاہئے، اور یہ مولوی صاحبان آ گئے۔ مولوی صاحبان نہیں آئے، آج اس اجتماع میں پوری قوم بیٹھی ہوئی ہے۔ آج اس میں تمام سیاسی جماعتیں موجود ہیں، ان کے کارکن موجود ہیں، اس میں تاجر موجود ہیں، آج اس میں ڈاکٹر موجود ہیں، آج اس میں انجینئر موجود ہیں، آج اس میں مزدور موجود ہیں، آج اس میں کسان موجود ہیں، ملک کے ہر طبقہ کا فرد آج اس اجتماع میں آیا ہوا ہے اور یہاں سے امید وابستہ کئے ہوئے ہیں۔ میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ان کی امیدوں پر پورا اترنا چاہتے ہیں اور کسی قیمت پر ان شاء اللہ! ان کو مایوس نہیں ہونے دیں گے۔

میرے محترم دوستو! افواہوں پر مت جائیں، میڈیا کے لب ولہجے پر مت جائیں، سوشل میڈیا کے لب ولہجے پر مت جائیں، اپنے اوپر اعتماد کرو اور اپنی قیادت پر اعتماد کرو، یہ لوگ ہم سے زیادہ آپ کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔ اپنی اولاد کے لئے اس کے ماں باپ سے زیادہ خیر خواہ کوئی ہو نہیں سکتا، آپ کی قیادت جو آپ کے حق میں فیصلے کرے گی، وہی آنے والے مستقبل میں ان شاء اللہ! آپ کو آگے لے جائیں گے۔

۹:... ایک بات کو سمجھنے کی کوشش کریں! گزشتہ 18 سال میں تمام دینی ماحول کی یہ جمعیت علماء اسلام واحد جماعت ہے جس نے مذہبی نوجوان کو اعتدال کی راہ دی ہے، جس نے مذہبی نوجوان کو سیاسی راستہ بتایا ہے، جس نے مذہبی نوجوان کی تربیت کی ہے۔ آج اس کو اشتعال دلایا جارہا ہے، وہ لوگ میرے خیر خواہ نہیں ہیں جو مجھے طعنے دیتے ہیں جو مجھے راستہ بتاتے ہوئے اشتعال دلا کر، ان کارکنوں کو نقصان پر اکسانا چاہتے ہیں۔ اگر میں پاکستان کی پوری تاریخ میں اور 2001ء کے بعد 9/11 کے حالات میں، میں اپنے نوجوان پر قابو پا سکا ہوں، میں نے ان کو اعتدال کے راستے پر رکھا ہے، میں نے ریاست کے جذباتی ماحول کو شکست دی ہے، میں نے امریکا اور مغرب کی سازش کو ناکام بنایا ہے اور جمعیت علماء اسلام نے تمام دینی قوتوں کو ایک اعتدال کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا ہے، پاکستان کے ساتھ وابستہ کیا ہے، آئین کے ساتھ وابستہ رکھا ہے، بغاوت سے دور رکھا ہے، اسلحے سے دور رکھا ہے اور سیاسی راہ دکھائی ہے تو آنے والے مستقبل میں بھی یہ صلاحیت ہم رکھتے ہیں، تم ہمیں راستے نہ بتایا کرو۔ امریکا اور مغربی دنیا کی حکمت عملی اور پالیسی یہ تھی کہ اسلامی دنیا کے نوجوان کو اشتعال دلاؤ، تاکہ وہ ریاست کے ساتھ تصادم میں آئیں اور ریاستی قوت سے ہم ان کا خاتمہ کردیں۔ جو حالات افغانستان میں پیدا ہوئے، جو حالات عراق میں پیدا ہوئے جو حالات لیبیا میں پیدا کئے گئے، جو حالات شام میں پیدا کئے گئے، جو حالات یمن میں پیدا کئے گئے، جو حالات سعودی عرب میں پیدا کرنے جارہے ہیں، وہ پاکستان میں بھی یہی حالات پیدا کرکے پاکستان کے مذہبی نوجوان کو نیست ونابود کرنا چاہتے تھے، لیکن ہماری حکمت عملی کامیاب رہی ہے۔ اور آج دینی قوت اتنے بڑے اجتماع کے ساتھ یہاں اسلام آباد کی سرزمین کو اور اپنے اوپر آسمان کو گواہ بنارہا ہے کہ یہ آئین کے ساتھ کھڑے ہیں، جمہوریت کے ساتھ کھڑے ہیں، قانون کے ساتھ کھڑے ہیں اور ہم اب بھی اپنے مقصد پر پوری کامیابی کے ساتھ کھڑے ہیں۔ کوئی سازشی قوت یہ مت سوچے کہ آپ کی سازش میں آکر آپ کے دکھاوے میں آکر، آپ کے جذبات میں آکر ہم کوئی غلط فیصلہ کریں گے۔ میں چار دن سے دیکھ رہا ہوں پوری دنیا کا میڈیا وائس آف امریکا ہو، الجزیرہ ہو، بی بی سی ہو، پاکستان کے چینل ہوں، سب اعتراف کررہے ہیں، پہلی مرتبہ ہم نے اتنا بڑا مجمع، اتنا منظم مجمع زندگی میں نہیں دیکھا ہے۔ جو خرافات 2014ء کے ڈی چوک اجتماع میں تھیں، آج یہ اجتماع اس قسم کی ہر طرح کی خرافات سے پاک نظر آرہا ہے، پھر آپ کہتے ہیں: ڈی چوک، ڈی چوک، ڈی چوک۔ ڈی چوک پر خرافات کے علاوہ جو جنسی

آلودگی ڈی چوک پر پھیلائی گئی پوری قوم کے سر شرم سے جھک گئے۔ خواتین اینکرز کی جو تذلیل وہاں کی گئی، آج ہمارے ماحول میں سب سے بڑھ کر انہیں عزت دی جارہی ہے۔ غلط باتیں کیوں کی جاتی ہیں؟ تم کون ہوتے ہو ہماری تذلیل کرنے والے؟ تم کون ہوتے ہو ہمارے بارے میں تعصب کی بات کرنے والے؟ ہم تم سے بہتر ملک کی سیاست کو جانتے ہیں، ہم تم سے اچھے سیاستدان ہیں۔ ہمارا ماحول ان سے زیادہ سنجیدہ ہے۔ تم تو ساری رات نشے میں دھت ہوکر سیاست کرتے ہو، تمہیں اپنی سیاست پر شرم آنی چاہیے۔ ہم اپنے مستقبل کو بہتر جانتے ہیں، ہم نے آج تک لمبا سفر کیا ہے، جب سے پاکستان بنا ہے ہم نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے اور ہماری پاکستان سے پہلے بھی ایک تاریخ ہے، برصغیر کی دو سو سالہ تاریخ ہمارے اکابر کی قربانیوں کا تسلسل ہے۔ آج ان دو سو، تین سو سالوں کی تاریخ کے امین یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے دنیا کو راستہ بتانا ہے، ہم نے قوم کی رہبری کرنی ہے اور سنجیدگی کے ساتھ کرنی ہے۔

•ا:... یاد رکھیں! تحریک ایک بہت بڑا پتھر سمندر میں پھینک کر بھونچال پیدا کرنے کا نام نہیں ہے۔ پھر سن لو! تحریک کسی بھاری بھرکم پتھر کو سمندر میں پھینک کر بھونچال اٹھانے کا نام نہیں ہے، تحریک سمندر کی لہروں کا نام ہے، لہریں چلتی رہتی ہیں، نشیب وفراز کا شکار بھی ہوتی ہیں، مدوجزر کا شکار بھی ہوتی ہیں، لہر ڈوب بھی جاتی ہے پھر ابھرتی ہے اور ساحل پر جا کر دم لیتی ہے اور اب بتاتا چلوں، عمران خان سن لو! یہ تحریک، یہ طوفان، یہ سیلاب آگے بڑھتا چلا جائے گا یہاں تک کہ تجھے اقتدار سے اٹھا کر باہر پھینک دے۔ اس کے مقابلے میں ہم نے آگے بڑھنا ہے اور جو فیصلہ آپ کی قیادت کرے گی، آپ نے اس کے ساتھ چلنا ہے۔ چلو گے یا نہیں چلو گے؟ بلند آواز کے ساتھ وعدہ کرو، آپ نے تو بیعت بھی کی ہے۔ ہمارے لوگ منظم ہیں، تم نے جو گند وہاں ڈی چوک پر کیا تھا آج ہمارے لوگ یہاں بیٹھے ہیں اپنی صفائی بھی کر رہے ہیں، نعتیں بھی پڑھ رہے ہیں، کھیل کود بھی کرلیتے ہیں، نمازیں بھی ہورہی ہیں، کلمے بھی پڑھے جارہے ہیں، درود بھی پڑھے جارہے ہیں ذکر واذکار ہورہے ہیں (اذا لقیتم فئۃً فاثبتوا واذکروا اللّٰہ کثیراً لعلکم تفلحون) جب باطل قوت کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہوجائے اور آمنا سامنا ہوجائے تو اللہ کو یاد کیا کرو۔ تو ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں، میں آپ کے جذبے کو سلام پیش کرتا ہوں میں سلام پیش کرتا ہوں آپ کے خلوص کو، خدا کی قسم آپ مجھ سے سو قدم آگے ہیں میں آپ سے پیچھے ہوں، جو اعتماد آپ مجھ پر کر رہے ہیں، اس سے بڑھ کر اعتماد میں آپ پر کر رہا ہوں۔ یہی وہ اعتماد کا رشتہ ہے جس نے آپ کی جماعت کو آج اس مقام پر پہنچادیا ہے، اس اعتماد کے جذبے نے آپ کے اندر ایک تحریک پیدا کی ہے، آپ کے اندر ایک لگن پیدا کی ہے، آپ کے اندر جذبہ جہاد پیدا کیا ہے اور آپ کے اندر شوق شہادت پیدا کیا ہے۔ میں آپ کے جذبے کو سلام کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں منافقین کو میری تلوار کے حوالے کر دیں میں ان کے سر اڑادوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! لوگ کہیں گے محمد اپنے بھائیوں کو بھی قتل کرتا ہے۔ وہ ظاہراً کلمہ پڑھتے ہیں۔ اب حضرت عمرؓ کا جذبہ تھا اور وہ جذبے میں صادق بھی تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا: وہ حکمت تھی۔ حکمت پہلے، جذبہ بعد میں۔ ہم نے انہی سنتوں کو زندہ کرنا ہے، ہمیں تحریکیں اور اس کے اصول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ملتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”لا تتمنوا لقاء العدو“ دشمن کا سامنا ہونے کی خواہش نہ کیا کرو، لیکن ”واذا لقیتم فاثبتوا“ آمنا سامنا ہوجائے پھر ڈٹ جایا کرو۔ ہم شریعت کی رو سے آج میدان میں آچکے ہیں، ہم ڈٹے ہوئے ہیں۔ پیچھے ہٹنے کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ میں تمام پاکستان کے سیاسی اکابرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں محمود خان صاحب میرے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں، موجود نظر آرہے ہیں۔ باقی حضرات ان کے نمائندے ہمارے ساتھ اسٹیج پر ہیں۔ مولانا اویس نورانی صاحب ہیں، یہ تمام حضرات ہمارے ساتھ کھڑے ہیں۔ پوری قوم ایک ہے، گھبرانے کی ضرورت نہیں، بس ایک کمٹ منٹ ہونی چاہیے اور کمٹ منٹ کی بنیاد پر ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو، ان شاء اللہ! فتح وکامرانی آپ کے قدم چومے گی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

سوشل میڈیا

صحیح اور غلط استعمال؟

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

انسان اپنی تمام ضروریات اپنے آپ پوری نہیں کرسکتا ، اسے اپنی خواہش ، اپنی ضرورت اوراپنا مدعا دوسروں تک پہنچانا پڑتا ہے ، پہنچانے کے عمل کو’’ابلاغ‘‘ کہتے ہیں، ابلاغ کے لئے انسان کو دو قدرتی ذرائع مہیا کئے گئے ہیں، ایک: زبان، جس کے ذریعہ آپ قریب کے لوگوں تک اپنی بات پہنچاسکتے ہیں، دوسرے: قلم، جس کے ذریعہ آپ کوئی بات لکھ سکتے ہیں اور اسے کسی ذریعہ سے دوسروں تک پہنچاسکتے ہیں، ابلاغ کے یہ دو ذرائع شروع سے استعمال ہوتے رہے ہیں، قرآن مجید میں انبیاء کی دعوت کا ذکر آیا ہے، وہ قوم کو اپنی بات سمجھانے کے لئے زبانی تخاطب کا طریقہ استعمال کیا کرتے تھے، تحریر کے ذریعہ دور تک اپنی بات پہنچانے کی مثال بھی قرآن مجید میں موجود ہے؛ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا بلقیس کو خط ہی کے ذریعہ اپنا پیغام پہنچایا تھا اور ایک پرندہ نے نامہ بر کا فریضہ انجام دیا تھا۔ (النمل:۹۲)

جب کوئی عمومی دعوت و مشن ہو تو اس کے لئے ایسا ذریعہ استعمال کرنا جو ایک ہی وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، مکہ میں پہلے سے یہ طریقہ آرہا تھا کہ جب بیک وقت تمام اہل مکہ کو کوئی اہم خبر پہنچانی ہوتی تو صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر اعلان کیا جاتا، تمام لوگ پہاڑی کے دامن میں جمع ہو جاتے اور کہنے والا اپنی بات کہتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نبوت سے سرفراز کئے گئے، تو آپؐ نے اہل مکہ تک دعوت توحید پہنچانے کے لئے اسی قدیم ذریعہ ابلاغ کو اختیار کیا؛ البتہ اس میں جو بعض غیر اخلاقی طریقے شامل کر لئے جاتے تھے، جیسے: شدت مصیبت کے اظہار کے لئے سروں پر خاک اڑانا، یا بے لباس ہو جانا، آپؐ نے اس سے اجتناب فرمایا۔

پورے جزیرۃ العرب تک اپنی بات پہنچانے کا ذریعہ مکہ مکرمہ اور اس کے مضافات میں منعقد ہونے والے حج اور تجارتی اجتماعات تھے، حج میں تو پورے عرب سے لوگ کھنچ کھنچ کے آتے ہی تھے، اس کے علاوہ عکاظ اور ذوالمجاز وغیرہ کے میلے بھی لگتے تھے، ان اجتماعات میں جو بات کہی جاتی، جو تقریریں کی جاتیں اور جو اشعار پیش کئے جاتے، پورے عرب میں اس کی گونج سنی جاتی اور لوگوں میں اس کا خوب چرچا ہوتا، پوری سرزمین عرب تک اپنی بات پہنچانے کا اس سے موثر کوئی اور ذریعہ نہیں تھا؛ حالاں کہ ان میلوں میں یہاں تک کہ حج میں بھی بہت سی منکرات شامل ہوا کرتی تھیں؛ لیکن آپؐ نے مفاسد سے بچتے ہوئے دعوت اسلام کو عرب کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے اس موقع کا بھر پور استعمال فرمایا، یہی چیز حضرت ابو ذر غفاریؓ وغیرہ کے دامن اسلام میں آنے کا ذریعہ بنا، اور یہیں سے اسلام کی کرن مدینہ کی سرزمین تک پہنچی اور ایک آفتاب عالم تاب بن کر پورے عالم پر درخشاں ہوئی۔

لیکن ابھی عرب سے باہر اسلام کو پہنچانے کا مرحلہ باقی تھا اور اس کے لئے خط و کتابت کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا؛ چنانچہ ہجرت کے چھٹے سال جب اہل مکہ سے صلح ہوگئی، جو’’صلح حدیبیہ‘‘ کے نام سے جانی جاتی ہے اور اہل مکہ کی یلغار مسلسل سے مسلمانوں کو کچھ اطمینان ہوا تو آپ نے پہلا کام یہی کیا کہ عرب کے گردوپیش موجود بڑی طاقتوں اور اس وقت کی معلوم دنیا کے حکمرانوں تک دعوتی خطوط بھیجے۔ حدیث کی متداول کتابوں میں تو چھ فرماں رواؤں کے نام خطوط کا ذکر ملتا ہے؛ لیکن دنیائے تحقیق کے تاجدار ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحبؒ کے بقول ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، یہاں تک کہ چین تک یہ دعوت پہنچائی گئی، گویا آپؐ نے دور دراز علاقوں تک پیغام حق پہنچانے کے لئے پوری وسعت کے ساتھ اس ذریعۂ ابلاغ کا استعمال فرمایا۔

کائنات میں ارتقاء کا عمل جاری ہے، ہر صبح جب طلوع ہوتی ہے تو اپنے جلو میں ترقی کا ایک نیا پیغام لے کر آتی ہے اور ہر شب جب

کائنات کی فضاء پر چھاتی ہے تو وہ کسی نئی حقیقت سے پردہ اٹھانے کا مژدہ سناتی ہے، ترقی کا یہ سفر جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں میں جاری ہے، اسی طرح ذرائع ابلاغ کے میدان میں بھی پوری قوت اور تیز گامی کے ساتھ جاری وساری ہے، بلکہ اس میدان میں ٹیکنالوجی کی ترقی دوسرے شعبہ ہائے زندگی کے مقابلہ میں زیادہ تیز ہے، ہم لوگوں نے اپنے بچپن میں دیکھا کہ اس وقت ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ ہی بہت بڑی چیز تھی اور فون وٹیلی گرام کو حیرت واستعجاب کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا؛ لیکن آج اگر کوئی شخص ان ایجادات کو حیرت ورشک کی نظر سے دیکھے تو بچے بھی اس پر ہنسیں گے، چنانچہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے دور دور تک اپنی بات پہنچانے کو آسان کردیا اور اس کی رفتار ہوا کی رفتار سے بھی بڑھ گئی، افسوس کہ مسلمان ان تمام مرحلوں میں مسلسل پسماندگی کا شکار رہے، ہم ترقی کے قافلہ کا سالار بننے کی بجائے اس قافلہ میں شامل آخری فرد بھی نہ بن سکے اور گرد کارواں بننے ہی کو اپنے لئے بڑی نعمت سمجھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر عالمی اعتبار سے یہودی حاوی ہوگئے۔ وطن عزیز میں فرقہ پرستوں کا بول بالا ہوگیا اور میڈیا کے ہتھیار سے ہمارے ملی مفادات، تہذیبی اقدار، قومی وقار اور دینی افکار کا اس طرح قتل کیا گیا کہ شاید توپ اور ٹینک کے گولوں اور فائٹر جہازوں کی طرف سے ہونے والی آگ کی برسات بھی ہمیں اس درجہ نقصان نہیں پہنچا پاتی: ’’فیا اسفاہ ویا عجباہ!!‘‘

ادھر بیس سے پچیس سال کے درمیان ابلاغ کے ایسے ذرائع عام ہوئے، جن کو ’’سوشل میڈیا‘‘ کہا جاتا ہے، اس کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس پر اب تک حکومت یا کسی خاص گروہ کی اجارہ داری نہیں ہے، خدا کرے یہ صورت حال باقی رہے، اس میں خاصا تنوع بھی ہے، جس میں واٹس اپ، فیس بک، یوٹیوب، ٹیوٹر، اسکائپ وغیرہ شامل ہیں؛ لیکن یہ ایک بہتا ہوا سمندر ہے، جس میں ہیرے اور موتی بھی ڈالے جاسکتے ہیں اور خس وخاشاک بھی، اس میں صاف شفاف پانی بھی انڈیلا جاسکتا ہے اور گندہ بدبودار فُضلہ بھی، اس سے دینی، اخلاقی اور تعلیمی نقطۂ نظر سے مفید چیزیں بھی پہنچائی جاسکتی ہیں اور انسانی واخلاقی اقدار کو تباہ کرنے والی چیزیں بھی، دوسری طرف اس کا اثر اتنا وسیع ہوچکا ہے اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اس کا نفوذ اس درجہ کا ہے کہ اس کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا اور گزرنے والے ہر دن کے ساتھ اس کی اہمیت بڑھتی جاتی ہے؛ اس لئے اگرچہ بہت سے لوگوں نے خلوص اور بہتر جذبہ کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کی؛ لیکن بالآخر انہیں اس کی سرکش موجوں کے سامنے ہتھیار ڈالنا ہی پڑا؛ اس لئے اب ہمیں اس ذریعہ ابلاغ کے مثبت اور منفی اور مفید و نقصاندہ پہلو کا تجزیہ کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں تمام مسلمانوں اور خاص کر ملت کی نوجوان نسل کی رہنمائی کرنی چاہئے۔

☆ سوشل میڈیا کے جو منفی اور نقصاندہ پہلو ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) یہ جھوٹی خبریں پھیلانے کا ایک بڑا نیٹ ورک بن گیا ہے اور اکثر بہت سی باتیں کسی تحقیق کے بغیر اس میں ڈال دی جاتی ہیں؛ کیوں کہ اس پر حکومت یا کسی ذمہ دار ادارہ کی گرفت نہیں ہے، جب کہ اسلام نے ہمیں جھوٹ تو جھوٹ؛ ہر سنی ہوئی بات نقل کردینے اور بلاتحقیق کسی بات کو آگے بڑھانے سے بھی منع کیا ہے۔(الحجرات:۶)

(۲) عام جھوٹی خبروں کے علاوہ یہ لوگوں کی غیبت کرنے، ان کی کوتاہیوں کو طشت ازبام کرنے، یہاں تک کہ لوگوں پر بہتان تراشی اور تہمت اندازی کے لئے بھی وسیلہ بن گیا ہے اور انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب کسی اچھے آدمی کے بارے میں کوئی بُری بات کہی جائے، خواہ وہ بات کتنی ہی ناقابل اعتبار ہو تو لوگ اس کا آنکھ بند کرکے یقین کرلیتے ہیں، جس کی کھلی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت کا واقعہ ہے، جو خود عہد نبوی میں پیش آیا اور بعض سادہ لوح مسلمان بھی منافقین کے اس سازشی پروپیگنڈہ سے متاثر ہوگئے۔

(۳) اس ذریعہ ابلاغ کو نفرت کی آگ لگانے اور تفرقہ پیدا کرنے کے لئے بھی بکثرت استعمال کیا جاتا ہے، فرقہ پرست عناصر تو یہ حرکت کرتے ہی ہیں؛ لیکن خود مسلمانوں کے درمیان مسلکی اختلافات کو بڑھاوا دینے میں اس کا بڑا اہم رول رہا ہے، اس میڈیا پر مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے انسانیت دشمن جذباتی مقررین کی تقریریں بھی موجود ہیں اور مسلمانوں کے مختلف مسالک کے درمیان مناظروں کی شرمناک محفلیں بھی، جو بہت تیزی سے باہمی نفرت کو جنم دیتی اور فساد کی آگ

بھڑکاتی ہیں۔

(۴) اس میڈیا کا دہشت گردی اور تشدد کے لئے بھی استعمال کیا جارہا ہے اور استعمال کرنے والوں میں مختلف مذاہب کے خود ساختہ نمائندے شامل ہیں، جنہوں نے لوگوں کی نگاہوں میں دھول جھونکنے کے لئے مذہب کا مقدس لباس پہن رکھا ہے۔

(۵) اس ذریعہ ابلاغ کا سب سے منفی پہلو ''فحشاء'' کی اشاعت اور بے حیائی کی تبلیغ ہے، جو چیز انسان کو اپنے خلوت کدہ میں گوارہ نہیں ہوسکتی، وہ یہاں ہر عام وخاص کے سامنے ہے، یہ اخلاقی اقدار کے لئے تباہ کن اور شرم و حیاء کے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں، اور افسوس کہ حکومتیں ایسی سائٹوں کو روکنے میں کوئی دلچسپی نہیں لیتیں، ورنہ سماج بے حیائی کے اس سیلاب بلاخیز سے بچ سکتا تھا۔

☆ ان منفی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کے بہت سے مثبت اور مفید پہلو بھی ہیں اور اس کا صحیح استعمال کرکے اسلامی اور انسانی نقطۂ نظر سے بہت سے اچھے کام کئے جاسکتے ہیں، جن کا تذکرہ مناسب ہوگا:

(۱) بچوں، جوانوں، عورتوں، بوڑھوں اور عام مسلمانوں میں ان کی ضرورت کے لحاظ سے دین کی تعلیم و اشاعت اور اخلاقی تربیت کے لئے اس کو آسانی کے ساتھ بہت موثر طریقہ پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۲) اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں اور زیادہ تر اسی راستہ سے کی جاتی ہیں، اسی میڈیا سے ان کا موثر طور پر رد کیا جاسکتا ہے۔

(۳) تعلیم کے لئے اب یہ ایک موثر ذریعہ بن چکا ہے اور جیسے ایک طالب علم کلاس روم میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتا ہے، یا اپنے ٹیوٹر کے سامنے بیٹھ کر کلاس روم کی کمی کو پورا کرتا ہے؛ اسی طرح وہ اس ذریعہ ابلاغ سے بھی علم حاصل کرسکتا اور اپنی صلاحیت کو پروان چڑھا سکتا ہے، اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ کسی کوردہ دیہات میں بیٹھے ہوئے طالب علم کے لئے بھی اس کے ذریعہ مشرق و مغرب کے ماہر ترین اساتذہ سے کسب فیض کرنا ممکن ہے، ایسے تعلیمی مفادات کے لئے اس ذریعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

(۴) صحت وعلاج کے شعبہ میں بھی اس سے مدد لی جاسکتی ہے؛ بلکہ لی جارہی ہے، اس کے ذریعہ ماہر ترین معالجین سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، یہاں تک کہ اپنے ملک میں ایک ڈاکٹر آپریشن کرتے ہوئے امریکا کے کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے مستفید ہوسکتا ہے۔

(۵) موجودہ صورت حال یہ ہے کہ پرنٹ میڈیا نیز نیشنل اور انٹرنیشنل الیکٹرانک میڈیا جھوٹی خبریں بنانے اور پھیلانے، نیز سچی خبروں کو دبانے اور چھپانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے میں لگا ہوا ہے اور نہایت مہارت کے ساتھ مظلوم کو ظالم اور ظالم کو مظلوم بنا کر پیش کررہا ہے، ان حالات میں سوشل میڈیا کے ذریعہ سچائی کو پیش کرنے اور جھوٹ کی قلعی کھولنے کی اہم خدمت انجام دی جاسکتی ہے؛ چنانچہ عالمی وملکی سطح پر کئی واقعات ایسے ہیں، جن میں سوشل میڈیا کی حقیقت بیانی نے ظالموں اور دروغ گوئیوں کو شرمندہ کیا ہے۔

☆ ضرورت اس بات کی ہے کہ سوشل میڈیا کا اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے اور اس کی مضرتوں سے نئی نسل کو بچایا جائے؛ کیوں کہ جن چیزوں میں نفع اور نقصان دونوں پہلو ہوں، اور اس ذریعہ کو بالکل ختم کردینا ممکن نہ ہو تو اسلامی نقطۂ نظر سے اس کے لئے یہی حکم ہے کہ اس کو مفید طریقہ پر استعمال کیا جائے اور نقصاندہ پہلوؤں سے بچا جائے، جس چاقو سے کسی جانور کو حلال طریقہ پر ذبح کیا جاسکتا ہے اور کسی بیمار کو نشتر لگایا جاسکتا ہے، وہی چاقو کسی بے قصور کے سینہ میں پیوست بھی کیا جاسکتا ہے، تو ہمارے لئے یہی راستہ ہے کہ ہم چاقو کے صحیح استعمال کی تربیت کریں۔

اس پہلو سے سوشل میڈیا میں جن باتوں

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

سے نئی نسل کو بچانے کی ضرورت ہے، ان میں چند اہم نکات یہ ہیں:

(۱) چھوٹے بچوں کو جہاں تک ممکن ہو، اس سے دور رکھا جائے؛ تاکہ ان کی پہنچ ایسی تصویروں تک نہ ہوجائے، جو ان کے ذہن کو پراگندہ کردے، یا قتل وظلم کے مناظر دیکھ کر ان میں مجرمانہ سوچ پیدا ہوجائے۔

(۲) طلبہ وطالبات اور نوجوانوں کو تعلیمی اور تعمیری مقاصد کے لئے ایک مختصر وقت ان ذرائع سے استفادہ کے لئے مخصوص کرلینا چاہئے؛ کیوں کہ اس کا بہت زیادہ استعمال انسان کو وقت ضائع کرنے کا عادی بنادیتا ہے اور پیغامات کی تسلسل کی وجہ سے وہ بعض اچھی چیزوں کو بھی اتنی دیر تک دیکھنے کا خوگر ہوجاتا ہے کہ اصل کام سے اس کی توجہ ہٹ جاتی ہے، یہ بھی ایک طرح کا لہوولعب ہے جس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ صحت کے نقطۂ نظر سے بھی نہایت نقصاندہ ہے۔

(۳) جو عمل عام حالات میں جائز نہیں ہے، وہ ان ذرائع کے ذریعہ بھی جائز نہیں ہے، جیسے: جھوٹ، بہتان تراشی، لوگوں کی کوتاہیوں کو طشت ازبام کرنا، مذاق اُڑانا، سب وشتم کے الفاظ لکھنا یا کہنا، یہ سب کبیرہ گناہ ہیں اور ان سے بچنا شرعی فریضہ ہے۔

(۴) ایسی خبریں لکھنا یا ان کو آگے بڑھانا جن سے اختلاف بڑھ سکتا ہے، جائز نہیں ہے، اگر چہ کہ وہ سچائی پر مبنی ہوں؛ اس لئے کہ جو سچ مسلمانوں کے دلوں کو پارہ پارہ کرتا ہو اور انسان اور انسان کے درمیان نفرت کی بیج بوتا ہو، اس سے وہ جھوٹ بہتر ہے، جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے اور اختلاف کو اتحاد سے بدلنے کا کردار ادا کرسکے۔

(۵) ایسی چیزیں دیکھنا، دکھانا، لکھنا اور پڑھنا، سب کا سب حرام ہے، جو فحشاء اور بے حیائی کے دائرہ میں آتا ہو، خواہ وہ تصویر کی شکل میں ہو یا آواز کی، تحریر کی شکل میں ہو یا کارٹون کی، شعر کی شکل میں ہو یا لطیفہ کی، ان سے اپنی حفاظت کرنا اس دور میں نوجوانوں کے لئے بہت بڑا جہاد اور ایک عظیم عبادت ہے۔

(۶) سوشل میڈیا پر اسلام اور پیغمبر اسلام، مسلمانوں کی تاریخ اور مقدس مقامات وشخصیات کے بارے میں ایسی نازیبا باتیں بھی آجاتی ہیں، جو بجا طور پر نوجوان تو کیا ہر مسلمان کے خون کو گرمادینے اور دل کو کھولا دینے کے لئے کافی ہیں ؛لیکن اس کے باوجود ہمیں صبر، سنجیدگی اور متانت سے کام لینا چاہئے اور ایسے جذباتی ردِعمل کا اظہار نہیں کرنا چاہئے، جو نفرت کو بڑھانے والا ہو، اگر ناشائستہ باتوں پر اس طرح کے کومنٹ (Comment) کیے گئے تو جو لوگ اسلام، امن اور انسانیت کے دشمن ہیں، ان کا مقصد پورا ہوجائے گا، اس کی بجائے علم کی روشنی میں مدلل اور سنجیدہ طریقہ پر ان کا جواب دینا اور ان کی بات پر ریمارک کرنا چاہئے؛ کیوں کہ جذبات و اشتعال سے وہ لوگ کام لیتے ہیں، جن کے پاس دلیل کی قوت نہیں ہوتی، جن کے پاس دلیل کا ہتھیار موجود ہو، ان کو بے برداشت ہونے کی ضرورت نہیں۔

(۷) نہایت قابل توجہ بات یہ ہے کہ نوجوانوں کو ایسی سائٹوں سے دور رہنا چاہئے، جن کا تعلق دہشت گردوں جیسے ’’داعش‘‘ وغیرہ سے ہے، ان کے قریب بھی جانے سے بچنا چاہئے؛ کیوں کہ یہ چیز غلط راستہ پر لے جاتی ہے، یا کم سے کم شکوک وشبہات کو جنم دیتی ہے؛ اس لئے نوجوانوں کو تہمت کے ان مواقع سے دور رہنا چاہئے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے، جو ان کو غلط راستہ پر ڈال دے، یا ان کے بارے میں شکوک وشبہات کا راستہ کھول دے؛ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی بھی قسم کی اقدامی یا جوابی دہشت گردی کو پسند نہیں کرتا؛ کیوں کہ اس میں بے قصور لوگوں کی موت ہو جاتی ہے، اسلام تو امن وانسانیت، عفوودرگزر اور محبت وبھائی چارہ کا پیغامبر ہے نہ کہ نفرت اور ظلم کا سوداگر۔

☆☆.........................☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

ختم نبوت کیا ہے؟

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

ہر نبی اور ہر آسمانی کتاب نے اپنی امت کو اپنے بعد پیش آنے والے حالات کے بارے میں اطلاعات دی ہیں۔ کتب آسمانی میں یہ اطلاعات بہت تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ گزشتہ مقدس کتب میں اگرچہ انسانوں نے اپنی طرف سے بہت سی تبدیلیاں کر دیں، اپنی مرضی کی بہت سی نئی باتیں ڈال کر تو اپنی مرضی کے خلاف کی بہت سی باتیں نکال دیں لیکن اس کے باوجود بھی جہاں عقائد کی جلتی بجھتی حقیقتوں سے آج بھی گزشتہ صحائف کسی حد تک منور ہیں وہاں آخری نبی اور قیامت کی پیشین گوئیاں بھی ان تمام کتب میں موجود ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے بعثت نبوت آخری کے بعد ان نشانیوں کو مٹانے کی بہت کوشش کی لیکن پھر بھی بکثرت آثار اب بھی باقی ہیں اور علمائے امت مسلمہ نے انہیں تلاش کر کے عالم انسانیت کے سامنے پیش بھی کر دیا ہے۔ اسی طرح وہ بعد میں آنے والے حالات مستقبل قریب سے تعلق رکھتے ہوں یا مستقبل بعید سے متعلق ہوں، ان کی جزوی تفصیلات ہر کتاب اور نبی نے پیش کی ہیں تاکہ امت کی راہنمائی ہر حال میں جاری رہے۔

گزشتہ کتب اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرح آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آخری کتاب قرآن مجید نے بھی اپنے بعد آنے والے حالات کے بارے میں امت مسلمہ کو بہت تفصیل سے بتایا ہے۔ نئے آنے والے حالات اچھے ہوں یا برے ہوں، وہ دور فتن سے تعلق رکھتے ہوں یا قیامت اور آخرت کی نشانیوں کی طور پر ظہور پذیر ہونے والے ہوں، وہ انسانوں کے رویوں سے متعلق ہوں یا آسمانی آفات و بلیات کی پیش آمدہ اطلاعات ہوں یا آنے والے حالات کے تجزیے، اسباب و نتائج ہوں یا ان کے اثرات ہوں اور یا امت میں آنے والی مقدس ہستیاں ہوں یا امت کے مقابلے میں آنے والے ظالم و جابر و قاہر افراد ہوں سب کی تفصیلات قرآن مجید میں اجمالاً اور کتب حدیث میں تفصیلاً وارد ہوئی ہیں۔ بعض محدثین نے تو ان حالات کے بیان کے لئے الگ ابواب باندھے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب حالات اور افراد اہم تھے یا کسی نبی کی آمد کی اطلاع اہم تھی؟ ظاہر ہے مذکورہ حالات تو ایمان کا حصہ نہیں ہیں لیکن اگر کسی نبی نے آنا ہوتا تو نبی تو ایمان کا حصہ ہی نہیں بلکہ ایمان کی بنیاد ہوتا ہے۔ پس اگر کسی نبی نے آنا ہوتا اور مشیت ایزدی میں کسی نبی کی بعثت اگر باقی ہوتی تو قرآن و حدیث کے مندرجات اس نبی کی اطلاعات سے بھرے پڑے ہوتے۔ یہ بات بہت بڑا دستاویزی ثبوت اور ناقابل انکار شہادت اور ناقابل تردید امر ہے کہ چونکہ قرآن و حدیث میں ایسی کسی پیشین گوئی کا ذکر نہیں ہے جس میں کسی نبی کی آمد کی اطلاع ہو اس لئے اب قیامت تک کسی نبی کی آمد قطعاً نہیں ہوگی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ ایمان و یقین جیسے نازک معاملے میں کوئی نبی اپنی امت کو یوں اندھیرے میں چھوڑ جائے۔

قرآن مجید میں متعدد ایسے مقامات ہیں جہاں کسی آنے والے نبی کا ذکر موجود ہونا چاہئے تھا، مثلاً سورۂ بقرہ کے آغاز میں ہی فرمایا:

”وَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ وَ مَآ أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ٥“

ترجمہ:...... ”اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا اور آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔“ (۲:۴)

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کتاب، کوئی شریعت، کوئی نبوت و رسالت یا وحی کا کوئی سلسلہ باقی ہوتا تو اس مقام پر ضرور اس کا ذکر کیا جاتا۔

محسن انسانیت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے جملہ معیارات اخلاق کو مکمل کیا ہے، آج کئی صدیاں گزرنے کے باوجود ان معیارات میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکا۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرت کو مساوات کا درس دیا، نماز جیسے پنج وقتہ عمل میں اس مساوات کو قائم کیا، امیر، غریب، عالم، جاہل اور عوام حکمران سب کو تا قیامت ایک صف میں کھڑا کر دیا اور کسی کو یہ اجازت نہیں دی کہ پہلی صف میں جماعت شروع ہو چکنے کے باوجود اپنے لئے جگہ کو خالی رکھوائے بلکہ ”پہلے آؤ پہلے پاؤ“ کی بنیاد پر نماز میں جگہ حاصل کرنے کا اصول دیا۔ اسی طرح حج

میں بھی مساوات قائم کی، سب لوگ ایک ہی لباس پہنے ایک ہی بیت اللہ کے گرد ایک ہی رخ میں چکر لگاتے ہوئے اور ایک ہی کلمہ زبان سے ادا کرتے ہوئے حج کرتے ہیں۔ آج صدیاں گزر گئیں، کتنے ہی نئے نظام ہائے فکر وعمل آئے، کتنے ہی فلسفہ ہائے اخلاق آئے اور تہذیب وتمدن نے کتنی ہی ترقی کر لی لیکن انسانی معاشرے کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے درس مساوات سے بڑھ کر کوئی درس میسر نہ آسکا۔ آپ نے معاشرے کے لئے مساوات کے درس اخلاق کو مکمل کر دیا جس میں آج تک اضافہ ممکن نہ ہوسکا۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی معیشت کو سود کی ممانعت، تقسیم دولت اور حقوق کی ادائیگی کا درس دیا اور یہ درس دیا کہ: ”مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔“ اس کے دو مطلب ہیں، ایک تو وہی جو سمجھ آ گیا یعنی ادائیگی بروقت ہو جانی چاہئے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ مزدور بھی مزدوری کرتے ہوئے اپنا پسینہ نکالے، یعنی اپنے کام کا حق تو ادا کرے۔ آج صدیاں بیت گئیں، ماضی قریب میں کیمونزم، سوشلزم یا اشتراکیت کے نام سے بہت بڑے بڑے معاشی انقلابات آئے جنہوں نے دنیا کے جغرافیے سمیت عالمی معیشت کو نیچے سے اوپر تک ہلا مارا، ان کی پشت پر تاریخی شہرت کے حامل اہل فکر ودانش کی کاوشیں کارفرما تھیں اور نسلوں کے استحصال کے بعد بہت بڑی بڑی افکار پیش کی گئیں جن کو بنیاد بنا کر لاکھوں انسانوں کے خون کی قیمت پر ان معاشی نظاموں کو نافذ کیا گیا لیکن ان سب کے باوجود بھی وہ حقوق کی ادائیگی سے بڑھ کر کوئی نیا درس انسانوں کے سامنے پیش نہ کر سکے، جب کہ یہی درس صدیوں پہلے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی معاشی تعلیمات میں پیش کر چکے تھے۔ آج کی تہذیب نے راتوں کو دنوں سے زیادہ روشن کر دیا لیکن معیشت کے میدان میں سوائے اندھیروں کے کچھ نہ دے سکی اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم جن معاشی اخلاقی حقوق و اعلیٰ معاشی معیارات کا تعین فرما گئے ان میں بال برابر بھی اضافہ ممکن نہ ہوسکا۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب کو انسانیت کا درس دیا، جنگی قیدیوں کو حق زندگی دیا، غلاموں کی آزادی کو رواج دیا، دشمنوں کو معاف کیا، قاتلوں پر انعامات کی بارش کی، رنگ، نسل، زبان اور علاقے کی بجائے اخوت کو مذہب کا وسیع البنیاد پلیٹ فارم عطا کیا، خدمت کو انسانیت کی معراج قرار دیا اور صلہ رحمی کے احکامات جاری کئے۔ ہندومت آج بھی حقوق العباد کا استحصال کرتا ہے، عیسائیت نے حقوق اللہ میں غلو سے کام لیا، یہودیوں نے محض حقوق النفس ہی ادا کئے، دنیا میں کم وبیش پچیس ہزار مذاہب پر انسانوں کے گروہ عمل پیرا ہیں لیکن تمام مذاہب افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ ان مذاہب سے تنگ آ کر یورپ نے ”سیکولر ازم“ کے نام پر مذہب سے روگردانی اختیار کرنا چاہی اور انسانیت کے نام سے اپنی پہچان بنانے کی کوشش کی اور اسی انسانیت کے ہی نئے معیار قائم کئے ان پر عمل پیرا بھی ہونے کی کوشش کرتے رہے، اس کا حق ادا کیا یا نہیں یہ ایک الگ موضوع ہے، لیکن تب بھی انسانیت سے بڑھ کر کوئی نیا درس تو انہوں نے بھی پیش نہ کیا اور اسی درس کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم صدیاں پہلے پیش کر چکے تھے۔ سیکولر ازم نے انسانیت کے نام پر انسانیت کا استحصال کیا لیکن انسانیت کی کوئی خدمت بجا نہ لاسکی وہ انبیاء علیہم السلام ہی تھے جو بغیر کسی معاوضہ کے خدمت انسانیت کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہوئے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس معیار انسانیت کو اس کے بام عروج تک پہنچا دیا اور ان کے بعد اس میں کوئی اضافہ ممکن ہی نہ ہوسکا، اگر چہ تعلیم وتہذیب کا سفر کائنات کے اسرار ورموز کی تلاش میں زمین کے مدار سے باہر بھی نکل گیا۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاست کو ”خلافت“ کا درس دیا کہ اقتدار ایک امانت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو ملی ہے، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں واضح کیا کہ اقتدار کوئی موروثی حق نہیں ہے، زور آوری اور طاقت وقوت کے بل بوتے پر حاصل ہونے والی چیز نہیں، جسے ذاتی ملکیت سمجھ لیا جائے بلکہ یہ ایک اجتماعی ذمہ داری ہے جس کے بارے میں سختی سے جوابدہی کی جائے گی۔ صدیاں گزر گئیں پولٹ بیورو، پارلیمانی نظام، صدارتی نظام، بنیادی جمہوریت اور نہ جانے کتنے ہی اور سیاسی نظام اس دنیا میں آئے، کتنے ہی سیاسی مفکرین نے اپنے اپنے سیاسی افکار پیش کئے ”علم سیاسیات“ کے نام سے علم وفن کی ایک شاخ بھی وجود میں آ گئی اور جمہوریت نامی سیاسی نظام سمیت کئی سیاسی نظاموں کو انسانیت نے آزما کر بھی دیکھ لیا لیکن گھوم پھر کر، چکر لگا کر اسی نقطے کے گرد ہی سب نظام گھومتے رہے کہ ”اقتدار“ امانت ہے۔ کسی نے اسے عوام کی امانت کہا تو کسی نے اسے تاریخ کی امانت کہا تو کسی نے اسے آنے والی نسلوں کی امانت کہا، خاتم النبیین صلی

اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ درس سے آگے بڑھ کر کسی نے کوئی درس پیش نہ کیا۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان سیاست کی تمام اخلاقیات کو ان کی معراج تک پہنچا دیا اور آپ کے مقدس وارثین نے ان سیاسی اخلاقیات کو اس زمین کے سینے پر جاری وساری و نافذ العمل کر کے ان سیاسی اخلاقی معیارات کو ہمیشہ کے لئے امر کر دیا۔ اس کے بعد آج تک یہ آسمان ان سیاسی اخلاقی معیارات میں کوئی اضافہ نہ دیکھ سکا۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے عدالتوں کو عدل وانصاف کا درس دیا، صدیاں گزر جانے کے باوجود اور تہذیب وتمدن میں اتنی ترقی ہو چکنے کے باوجود کہ راتیں دنوں سے زیادہ روشن ہو گئی ہیں اس درس میں کوئی اضافہ آج تک نہ ہو سکا۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کو جن اصولوں کا پابند بنایا ان میں آج تک کوئی اضافہ ممکن نہ ہو سکا، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بین الاقوامی قوانین میں برداشت ورواداری کی جو ریت ڈالی اس میں یہ آسمان آج تک کوئی بڑھوتری نہ دیکھ سکا۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے خانگی زندگی میں پیار ومحبت کا درس دیا اور نوجوانوں کو نکاح کا درس دیا ان سے زیادہ پاکیزہ درس آج تک کہیں سے ابھر نہ سکا اور ایک فرد کو تقویٰ کا درس دیا، بھلا اس سے بہتر درس کب ممکن ہے۔ یہ سب تشریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اور جو معیارات آپ قائم کر گئے چونکہ ان میں اضافہ ممکن نہیں اس لئے کسی نئے نبی کی آمد بھی ممکن نہیں۔

ہماری عقل کہتی ہے کہ جس کسی نے ان معیارات اخلاق میں اضافہ کیا ہم اسے خاتم النبیین مانیں گے اور ہمارا ایمان کہتا ہے کہ اب تا قیامت ان معیارات میں اضافہ ممکن نہیں ایمان چونکہ عقل سے بڑا ہے، اس لئے ہم ایمان کو عقل پر ترجیح دیں گے۔ سب انسان سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور چاہیں کہ ان تعلیمات میں کوئی اضافہ کر سکیں یا ان میں کوئی سقم ڈھونڈ کر اس کو ختم کر سکیں یا کوئی کمی تلاش کر کے اس کو پورا کر سکیں یا کسی طرح کی کوتاہی کا ازالہ کر سکیں تو اس کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے۔ یہ حکم ربی ہے اور خدائی فیصلہ ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا، کسی اور کا کلمہ نہیں پڑھا جائے گا اور کوئی اور ''مطاع'' اب تا قیامت پیدا نہیں ہوگا جس کسی نے اس طرح کے دعوے کئے بالاجماع امت وہ کذاب ہوگا اور امت سے خارج سمجھا جائے گا۔ تاریخ نے ایسے لوگ دیکھے اور ممکن ہے مزید بھی نظر آنے لگیں لیکن ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہوگی اور نہ ہی ان کا کوئی دینی و اخلاقی مقام ہوگا۔ جو کوئی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا قلاوہ اپنی گردن میں ڈالے گا وہی دنیا وآخرت میں مسلمان گردانا جائے گا۔

تاریخ اسلام میں سینکڑوں لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے ان میں خواتین بھی شامل رہیں لیکن کل امت نے اجماعی طور پر ان کا انکار کیا۔ کہیں بھی کسی عالم دین یا کسی حق پرست گروہ نے ایسے مدعیان نبوت کے بارے میں کسی طرح کے نرم گوشے کا قطعاً اظہار نہیں کیا۔ کل امت کی کل تاریخ میں تا شرق وغرب اور صحابہ کرامؓ کے مقدس گروہ کے دور سے آج دن تک ختم نبوت پر کسی طرح کا سمجھوتہ دیکھنے کو نہیں ملا۔ آپؐ کے فوراً بعد تو کذابین کی وبا پھوٹ پڑی تھی لیکن اصحاب رسول کے پہاڑوں جیسے ایمان نے انہیں برداشت نہ کیا اور اکثر کے ساتھ تو قتال تک کی نوبت آئی لیکن اجماع صحابہ نے اس قتال سے بھی گریز نہیں کیا۔ ان مدعیان نبوت کے حالات پڑھنے سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ حرص ولالچ کی کثرت کے باعث شیطان نے انہیں اس راستے پر ڈال دیا۔ جب کہ ماضی قریب میں دور غلامی کے دوران جب کل میدان ہائے حیات میں تلبیس کے باوجود جب امت کے عقائد کو گمراہ نہ کیا جا سکا تو گورے سامراج نے عقیدۂ نبوت میں نقب لگانے کی ناپاک سعی کی۔ امت نے ہمیشہ کی طرح آج بھی اس ناپاک سعی کے خلاف بند باندھا اور اسے کفر کے اندھیرے غار میں دھکیل دیا اور آئندہ بھی اس طرح کی کوئی کاوش ناقابل برداشت ہوگی تا آنکہ قیامت کا سورج طلوع ہو جائے۔ ☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

کمالاتِ نبوت کے آئینہ دار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو پہچاننے کے لئے حضرات صحابہ کرامؓ ہی کی زندگی معیار ہوسکتی ہے؛ کیونکہ یہی وہ مقدس طبقہ ہے جس نے براہِ راست فیضانِ نبوت سے نور حاصل کیا اوراسی پر آفتابِ نبوت کی کرنیں بلاکسی حائل وحجاب کے پڑیں؛ اس لئے قدرتی طور پر جو ایمانی حرارت اورنورانی کیفیت ان میں آسکتی تھی وہ بعد والوں کو میسر آنی طبعاً ناممکن تھی؛ اس لئے قرآنِ حکیم نے من حیث الطبقہ اگرکسی پورے کے پورے طبقہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صحابہ کرامؓ ہی کا طبقہ ہے۔ اس نے انہیں مجموعی طور پر رَاضی مَرضی اور رَاشِد ومُرشد فرمایا، ان کے قلوب کوتقویٰ وطہارت سے جانچا پرکھا، بتلایا اورانہیں کے رکوع وسجود کے نورانی آثار کو جو اُن کی پیشانیوں پر بطور گواہ نمایاں تھے، ان کی عبودیت اور ہمہ وقت سرنیاز خم کئے رہنے کی شہادت کے طور پر پیش فرمایا۔ اس لئے امت کا یہ اجماعی عقیدہ مسلسل اورمتواتر چلا آرہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کل کے کل عُدول اورمتقن ہیں، ان کے قلوب نیات کے کھوٹ سے بَری ہیں اور ان کا اجماع شرعی حجت ہے، جس کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے؛ اس لئے بہر حال صحابہ کرامؓ ہی کے مقدس طبقہ کو بلاجھجک کہا جاسکتا ہے کہ وہ کمالاتِ نبوت کے آئینہ دار اور جمالاتِ رسالت کا مظہر اتم ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاداتِ کریمہ، خصائل حمیدہ، شمائل فاضلہ، اخلاق عظیمہ اورشریعت کے تمام مسائل ودلائل اورحقائق وآداب کاعلماً وعملاً سچا ترجمان ہے اوراس لئے ان کی راہ کااتباع ایک بے غل و غش اورمطمئن راستہ ہے، جوامت کو ہر گمراہی سے بچاسکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"من کان مُستنًّا فلیستَنَّ بمَن قَدمَاتَ فان الحیّ لا تومنُ علیه الفتن اولٰئک اصحابِ محمّد صلی اللّٰه علیه وسلم کانو افضل هذه الامۃ ابرها قلوبا و اعمقها علما و اقلها تکلفًا اختارهم اللّٰه لصحب نبیه ولاقامَ دینه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم علی اثرهم وتمسّکوا بما استطعتم من اخلاقهم وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم۔"

(رواہ رزین، مشکوٰۃ، ص۲۳)

ترجمہ: "جسے دین کی راہ اختیار کرنی ہے وہ ان کی راہ اختیار کرے جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہیں جو اس اُمت کا سب سے افضل ترین طبقہ ہے قلوب ان کے پاک تھے علم ان کا گہرا تھا تکلف وتصنع ان میں کالعدم تھا اللہ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور دین کے برپا کرنے کے لئے چن لیا تھا؛ اس لئے ان کی فضیلت و برگزیدگی کو پہچانو، ان کے نقش قدم پر چلو اور طاقت بھر ان کے اخلاق اوران کی سیرتوں کو مضبوط پکڑو؛ اس لئے کہ وہی ہدایت کے سیدھے راستے پر تھے۔"

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس زندگی کے ہرشعبے کے ہر پہلو کی خبر کی جامع تھی اورذات بابرکات کوحق تعالیٰ نے سارے ہی علمی وعملی کمالات کا منتہا اور آخری نقطۂ فیض بنایا تھا ممکن نہ تھا کہ اُمت کا ہر ہر طبقہ جس کی قابلیتیں اورعلمی وعملی صلاحیتیں کم وبیش اور متفاوت اور ذہنی پروازیں الگ الگ تھیں کسی طبقہ پر علم کا غلبہ، کسی پر زہد کا، کسی پر تقویٰ و طہارت کا غلبہ، کسی پر افادہ وارشاد کا، کسی پر خلوت کا، تو کسی پر جلوت کی جلوہ آرائی کا پھر معاشرتی لائنوں میں کسی میں تجارت کا ذوق اور کسی میں صنعت وحرفت کا، کسی میں ملازمت کا شوق اور کسی میں دوسرے کاروبار کا۔ ضروری نہ تھا کہ ہر ہر طبقہ نبوت کے ہر ہر رخ کو پورے پورے غلبہ اور یکسانیت کے ساتھ اپنی اپنی مخصوص زندگیوں کا جوہر بنا سکے اور براہِ راست

اس تک پہنچ سکے؛ اس لئے حق تعالیٰ ان مظاہر نبوت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں ہر ہر طبقہ کے افراد جمع فرما دیئے تھے ان میں امیر بھی تھے اور غریب بھی، تاجر بھی تھے اور کاشتکار بھی، صناع بھی تھے اور اہل حرفہ بھی، مزدور بھی تھے اور سرمایہ دار بھی، قاضی و مفتی بھی تھے اور محکوم بھی، ملازمت پیشہ بھی تھے اور یکسو بھی، خلوت پسند بھی تھے اور جلوت دوست بھی، ارباب اقتدار بھی تھے اور پبلک میں بھی، صف شکن بھی تھے اور نفس کش، خواص بھی تھے اور عوام بھی؛ غرض ہر درجہ اور ہر لائن کے لوگ اس مقدس طبقہ میں منجانب اللہ مہیا تھے؛ مگر قدر مشترک ان سب میں کمال دین کمال اخلاص، کمال تقویٰ، کمال اتباع سنت اور کمال محبت خدا ورسول تھا جو روح کی طرح ان کے تمام عادات وافعال اور سارے ہی اخلاق وشمائل میں دوڑا ہوا تھا جس سے وہ ہر وقت سرشار اور اس کے عرفانی نشہ میں مست ومستغرق تھے۔ ان کی تجارت و ملازمت، صنعت و حرفت، دولت و شوکت، امارت وغربت، عبادت و ریاضت، جہاد و دعوت، دین ودیانت کے معیاری مقام سے ذرہ بھر بھی گری ہوئی یا ہٹی ہوئی نہ تھی اور بالفاظ دیگر اتباع واخلاص کی وجہ سے سرتاپا دین ہی دین تھی؛ اس لئے دین کے اتباع کے ساتھ دنیا کے جس طبقہ پر دین کا جو رنگ بھی غالب ہو اور وہ دیانت کے جس رنگ میں بھی اپنی زندگی گزارنا چاہے، اسے صحابہ کرامؓ کی زندگی میں وہ نمونہ مل جائے گا جو اس دائرہ کی سنت نبوی سے مستنیر ہوگا اور اس کی پیروی کر کے ایک انسان جس شعبۂ زندگی میں بھی بڑھنا چاہے اتباع سنت کے دائرہ سے باہر نہ ہوگا۔ پس حق تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا فضل ہے کہ اس جامع دین کے دریا کے جو مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا ہے، گھاٹ ہزاروں بنا دیئے جو ہر سمت اور ہر گوشہ میں ہیں، ان کی سمتیں مختلف ہیں، رخ الگ الگ ہیں؛ لیکن پانی ایک، اس کا ذائقہ ایک اور اس کی خوشبو واحد ہے۔ اگر اس عالمی دریا کا ایک ہی گھاٹ اور ایک ہی مشرب (جائے آب نوش) ہوتا اور مشرق ومغرب کے لوگ پابند کیے جاتے کہ وہ اسی ایک گھاٹ پر پہنچ کر پانی پئیں اور جمع کریں تو اس عالمی امت کے لئے زندگی دوبھر اور وبال جان ہوجاتی؛ اس لئے حق تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی زندگی کے اتنے ہی نمونے بنا دیئے جتنے زندگی کے گوشے اور اللہ تک پہنچنے کے رخ ہوسکتے ہیں؛ تاکہ اپنے اپنے ذوق کے مطابق ہر امتی ان مختلف الجہات مشربوں اور رخوں سے اسلام کا آب حیات پیتا رہے اور اپنی روح کو سیراب کرتا رہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرامؓ کی زندگیوں پر چلیں اور ان زندگیوں کو پیش کر کے دنیا کو اس پر چلائیں کہ یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زریں نصیحت کی سچی پیروی اور کتاب وسنت کا صحیح اتباع ہے۔

☆☆......☆☆

بابری مسجد کیس کے فیصلے نے بھارت کے چہرے سے نام نہاد سیکولرازم کا نقاب الٹ دیا

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا عزیز الرحمن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، قاری جمیل الرحمن اختر، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا قاری عبدالعزیز، قاری محمد اقبال نے لاہور کی مختلف مساجد میں خطبات جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب ومطلوب بنا کر ساری کائنات کا حسن سمیٹ کر آپ کی ذات میں رکھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ انسانی حقوق کے علمبردار، آپ کی زندگی کا ہر گوشہ، آپ کے کردار کا ہر رخ مسلمانوں کے لئے نمونہ ہے، آپ کی آمد سے جہالت کے اندھیرے چھٹ گئے، فکری انقلاب آیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ، نسل، قومیت و وطنیت اور طبقاتی تقسیم کے سارے امتیازات کا خاتمہ کر کے مساوات کا آفاقی تصور پیش کیا۔ بھارت اقلیتوں کو کچل رہا ہے، بابری مسجد کیس کے فیصلے نے بھارت کے چہرے سے نام نہاد سیکولرازم کا نقاب الٹ دیا۔ دنیا پر واضح ہوگیا کہ بھارت میں کسی مذہب کی عبادت گاہ تک محفوظ نہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ بھارتی سپریم کورٹ کا ظالمانہ فیصلہ کسی صورت بھی قبول نہیں کیا جاسکتا۔ 500 سال پرانی مسجد کو منہدم کرنے اور بے حرمتی کرنے والے مجرموں کو رہا کرنے کے بعد یہ فیصلہ ظلم بالائے ظلم ہے۔ بھارت میں مسلمانوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیوں سے مسلمانوں میں ایک نئے پاکستان کی تحریک انگڑائی لے رہی ہے۔ بھارت نے ایک طرف تمام انٹرنیشنل اصولوں کو پامال کرتے ہوئے کشمیر پر قبضہ کر کے اسے تقسیم کردیا ہے اور 104 دنوں سے کشمیری مسلمانوں کو بدترین لاک ڈاؤن کا سامنا ہے تو دوسری طرف بابری مسجد مندر کو دینے کے بعد دیگر کئی مساجد کی طرف میلی نگاہ سے دیکھنا شروع کردیا ہے۔

کرتار پور راہداری اور قادیانی مذہب

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

ان دنوں کرتار پور راہداری کے بارے میں بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری ہے اوراس کے مختلف پہلوؤں پر اخبارات اور سوشل میڈیا پر اظہار خیال کیا جارہا ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان بین الاقوامی سرحد پر نارووال سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر کرتار پور ایک جگہ کا نام ہے جہاں تقسیم ملک سے قبل دونوں طرف آنے جانے کا راستہ ہوتا تھا۔ یہ راستہ تقسیم ہند کے وقت بند ہوگیا تھا، جسے گزشتہ دنوں کھول دیا گیا ہے اور ۹ نومبر کو پاکستان کے وزیر اعظم جناب عمران خان نے اس کا افتتاح کیا ہے۔ یہاں سکھوں کا ایک بڑا گوردوارہ ہے جو ان کے اہم اور مقدس مقامات میں شمار ہوتا ہے، سکھوں کو وہاں آنے جانے کی سہولت فراہم کرنے کے عنوان سے اس راہداری کو باضابطہ صورت دی گئی ہے اور اب وہاں سے بین الاقوامی مسلّمہ دستاویزات کے ساتھ کوئی بھی آجا سکتا ہے۔

کرتار پور کا علاقہ نارووال، گورداسپور، سیالکوٹ اور شکر گڑھ کے درمیان ہے، جن میں سے گورداسپور تقسیم ملک کے وقت سے انڈیا کا حصہ ہے، جبکہ باقی تینوں شہر پاکستان میں شامل ہیں۔ قادیانیوں کا مرکزی مقام ’’قادیان‘‘ گورداسپور کے علاقہ میں ہے، اس لیے انہیں بھی وہاں سے آمد ورفت کی سہولت مل گئی ہے اور اس سہولت کے حاصل ہونے پر سکھوں کی طرح وہ بھی بہت خوش ہیں۔ اس پر پاکستان کے محب وطن اور دینی حلقوں میں مسلسل تحفظات کا اظہار کیا جارہا ہے جنہیں سمجھنے اور ان پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پروگرام میں قادیانیوں کی شمولیت موجودہ صورتحال میں اہل پاکستان اور مسلمانوں کے لیے تشویش کا باعث ہے۔

جہاں تک سکھوں اور قادیانیوں کے باہمی ربط وتعلق کی بات ہے تو وہ قابل فہم ہے، اس لیے کہ دونوں نئے مذہب ہیں۔ پانچ سو سال قبل بابا گورو نانک نے ہندو مذہب ترک کر کے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی تھی کہ انہیں بت پرستی اور ذات پات سے نفرت تھی۔ چنانچہ اپنا نیا مذہبی راستہ متعین کرنے کے لیے انہوں نے مسلم صوفیائے کرامؒ کے حلقوں میں خاصی دیر آمد و رفت رکھی، بیت اللہ کا حج کیا اور بغداد میں حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر چلہ کشی بھی کی، مگر اسلام قبول کرنے کی بجائے ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈال دی۔ انہیں سکھوں کے ہاں اللہ تعالیٰ کا فرستادہ سمجھا جاتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی انہیں انبیاء کرام کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ بابا گورو نانک کی کتاب ’’گورو گرنتھ‘‘ کو الہامی کتاب قرار دیا جاتا ہے اور آسمانی وحی کی طرح اس کی قرأت کی جاتی ہے۔

> **قادیانیت کے پیروکار اسلام اور مسلمانوں سے الگ ہو جانے کے باوجود خود کو مسلمانوں کی صف میں شمار کرانے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہوئے خود کو مسلمان کہلانے پر بضد ہیں، جو مسلمانوں کے لئے کسی درجہ میں بھی قابل قبول بلکہ قابل برداشت نہیں ہے**

سکھوں کا سب سے مقدس مقام شیخوپورہ کے علاقہ میں ننکانہ صاحب کا شہر ہے جو بابا گورونانک کا مقام ولادت ہے، جبکہ قادیانیوں کا سب سے مقدس مقام قادیان ہے۔ ان دونوں علاقوں کا مرکز پنجاب ہے جس کا مغربی حصہ

پاکستان کا اور مشرقی حصہ بھارت کا صوبہ ہے۔ پنجاب کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنانے اور اس کے مستقبل کو اپنے نام کرنے کی خواہش دونوں حلقوں میں موجود ہے جسے ان بین الاقوامی طاقتوں اور لابیوں کی حمایت حاصل ہے جو پاکستان کو غیر مستحکم دیکھنا چاہتی ہیں اور اس کے اسلامی نظریاتی تشخص کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، کچھ عرصہ قبل دونوں طرف سے ننکانہ صاحب اور قادیان کو ''اوپن سٹی'' قرار دینے کا مطالبہ بین الاقوامی حلقوں میں مشترکہ طور پر چلتا رہا ہے اور عالمی سیکولر لابیاں اس کی حمایت کرتی رہی ہیں۔

سکھوں نے ''آزاد خالصتان'' کے نام سے ایک عرصہ سے تحریک شروع کر رکھی ہے اور اس سلسلہ میں ''آزاد حکومت'' بھی جگجیت سنگھ چوہان کی سربراہی میں تشکیل ہوئی تھی، جن سے کئی سال پہلے ساؤتھ آل لندن میں حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے ہمراہ ایک عوامی جلسہ کے اسٹیج پر میری ملاقات ہوئی تھی۔ بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے دور میں ''خالصتان'' کی اس تحریک کے ماحول میں سکھوں کے سب سے بڑے مرکز گولڈن ٹمپل امرتسر میں اسلام آباد کی لال مسجد کے سانحہ کی طرز پر رونما ہونے والا واقعہ قارئین کو یاد ہوگا، جس میں سرکاری مسلح آپریشن کے دوران بہت سے دیگر لوگوں کے ہمراہ سکھوں کی مسلح جماعت کے سربراہ جرنیل سنگھ بھنڈرانوالہ بھی جاں بحق ہو گئے تھے۔ آزاد خالصتان کی اس تحریک کے سلسلہ میں عام طور پر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کا نام بھی لیا جاتا ہے، جبکہ خود میرا مشاہدہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ٹورانٹو ایئرپورٹ پر فلائیٹ کے انتظار میں بیٹھا تھا اور میرے ساتھ ایک سکھ سردار صاحب بھی بیٹھے تھے۔ میں نے ان سے سرسری طور پر پوچھ لیا کہ سردار جی آپ کے خالصتان کا کیا بنا؟ انہوں نے بڑی حسرت کے ساتھ جواب دیا کہ ''ساڈا جیاو الحق ہی مر گیا، خالصتان کتھوں بنوں؟'' یعنی ہمارا ضیاء الحق ہی فوت ہوگیا ہے، اب خالصتان کہاں سے بنے گا؟

اسی طرح ''قادیانیت'' بھی ایک نیا مذہب ہے جو گزشتہ ڈیڑھ سو برس سے نئی وحی اور نئے نبی کے عنوان سے کام کر رہا ہے مگر سکھوں کی طرح الگ عنوان اور اصطلاحات اختیار کرنے کی بجائے خود کو مسلمانوں میں شمار کرنے پر مصر ہے۔ سکھ مذہب ہندوؤں سے الگ ہو کر بنا ہے اور قادیانی مذہب اسلام کے اجماعی عقائد اور مسلمانوں کی ملی اساس سے انحراف کرکے تشکیل پایا ہے، اس لیے نئے اور منحرف مذاہب ہونے کے پس منظر میں ان دونوں کے اشتراک عمل کے اسباب سمجھ میں آتے ہیں لیکن دونوں میں ایک بنیادی فرق موجود ہے جسے اس ساری ''گیم'' میں نظر انداز کیا جا رہا ہے اور جسے اس کھیل کا کوئی فریق بھی سمجھنے کے لیے تیار دکھائی نہیں دیتا، جبکہ ہمارے نزدیک یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جس پر اس پوری مہم کی کامیابی یا ناکامی کا دارومدار ہے۔ سکھوں نے اپنے مذہب کو ہندوؤں سے الگ ایک مستقل مذہب قرار دے رکھا ہے، اس لیے ان کے ساتھ اس حوالہ سے ہندوؤں کا کوئی تنازعہ نہیں، بلکہ مسلمانوں کی مذہبی روایات کے ساتھ کسی قدر مماثلت ہونے کے باوجود مسلمانوں کا بھی ان کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہے، چنانچہ مسلمان اور ہندو ایک مستقل مذہب کے طور پر سکھ برادری کے ساتھ معاملات کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ مگر قادیانیت کے پیروکار اسلام اور مسلمانوں سے الگ ہو جانے کے باوجود خود کو مسلمانوں کی صف میں شمار کرانے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہوئے خود کو مسلمان کہلانے پر بضد ہیں، جو مسلمانوں کے لیے کسی درجہ میں بھی قابل قبول بلکہ قابل برداشت نہیں ہے اور اس سلسلہ میں مسلمانوں کے احساسات و جذبات سب کے سامنے ہیں جن کا اظہار پاکستان میں قومی سطح پر کئی بار ہو چکا ہے۔

ہمیں پاکستان کے مفاد میں اور علاقائی صورتحال کے تناظر میں سکھوں کے ساتھ تعلقات ازسرنو استوار کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا لیکن اس کے لیے:

پاکستان کی سالمیت و وحدت اور اسلامی نظریاتی تشخص کے تحفظ کو یقینی بنانا ہوگا، اور قادیانیوں کا معاملہ پہلے طے کرنا ہوگا کہ اس منصوبہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھارت سے آنے والے قادیانیوں سے ان کی حیثیت ایک الگ مذہب کے طور پر تسلیم کرائی جائے، جبکہ پاکستان کے شہری قادیانیوں کو دستور پاکستان اور امت مسلمہ کے اجماعی فیصلے کے سامنے سرانداز ہونے پر مجبور کیا جائے۔

چنانچہ ہم اس ''گیم'' کے تمام عالمی، علاقائی اور مقامی منصوبہ سازوں سے گزارش کریں گے کہ وہ معاملات کا ازسرنو جائزہ لیں اور یہ بات بہرحال ذہن نشین کر لیں کہ جنوبی ایشیا بالخصوص پاکستان کے مسلمانوں کے عقائد و جذبات کو نظر انداز کرکے ان کی کوئی مہم کامیاب نہیں ہو سکے گی اور انہیں ملت اسلامیہ کے ایمان وعقیدہ اور جذبات واحساسات کا بہرحال احترام کرنا ہوگا۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶ نومبر ۲۰۱۹ء)

قادیانی گستاخیاں!

طارق محمود نے ایک بات یہ کہی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی پٹوار کے امتحان میں فیل ہوگئے تھے، چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ نے کبھی پٹوار کا اِمتحان نہیں دیا، اس لئے ایسے امتحان میں پاس یا فیل ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔“

چوہدری صاحب کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی سوانح نگار نے اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی پٹوار کا امتحان دینے کی کوشش کی ہو، البتہ انہوں نے مختاری کا امتحان دیا تھا، جس میں ان کے رفیق لالہ بھیم سین بٹالوی کامیاب ہوئے، مگر مرزا غلام احمد قادیانی ناکام رہے۔ یہ دونوں صاحب ان دنوں گردشِ زمانہ کی وجہ سے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے، لالہ بھیم سین کو تیس روپے اور مرزا صاحب کو غالباً پندرہ روپے تنخواہ ملتی تھی۔ سیالکوٹ کچہری میں مرزا غلام احمد قادیانی سات سال اہلکار رہے، یہاں ترقی کے مواقع نہ پاکر انہوں نے مختاری کا امتحان دینے کی تیاری کی تاکہ معقول آمدنی ہو، مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری نے اپنی کتاب ”رئیسِ قادیان“ میں ان واقعات کی دلچسپ تفصیل لکھی ہے، اس میں ”سیرۃ المہدی“ (ج:۱ ص:۱۳۵) کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اِلہام ہوا تھا کہ ”اس امتحان میں لالہ بھیم سین کے سوا سب ناکام ہوں گے۔“

گویا مختاری کے امتحان میں کامیابی تو مرزا غلام احمد قادیانی کو نصیب نہ ہوئی، البتہ

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

اس ناکامی کے نتیجے میں ایک عدد ”اِلہام“ انہیں ضرور وصول ہوگیا، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے ملہم کی یہ خاص ادا لائقِ اِحتجاج ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہمیشہ بعد از وقت ”اِلہام“ کرنے کا عادی تھا، چنانچہ اس موقع پر بھی اس نے یہی کیا، حالانکہ اگر وہ انہیں بروقت مطلع کردیتا تو یقیناً مرزا غلام احمد قادیانی امتحان گاہ میں قدم نہ رکھتے اور رہتی دُنیا تک ”مختاری میں فیل“ کی خفت سے ان کا دامنِ حیات آلودہ نہ ہوتا۔ ایسے ہی موقعوں پر کہا جاتا ہے: ”مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد“ (یعنی جو مکا کہ جنگ کے بعد یاد آئے اسے اپنے منہ پر مارنا چاہئے)۔

چوہدری صاحب نے یہ صفائی تو پیش کردی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پٹوار کا امتحان نہیں دیا تھا، مگر معاً انہیں خیال آیا کہ ”پٹوار فیل“ نہ سہی مرزا غلام احمد قادیانی ”کچھ فیل“ تو ضرور تھے، لہٰذا وکیلِ صفائی کی حیثیت سے انہوں نے اس کے لئے بھی ایک قانونی نکتہ پیش کردیا، چنانچہ فرماتے ہیں:

”نہ یہ معیار صحیح ہے کہ جو پٹواری نہ بن سکے وہ فرستادۂ خدا کیسے بن سکتا ہے؟ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالته“ وہ جس کو اپنے کلام کے متحمل ہونے کے قابل سمجھتا ہے اس پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے، بلکہ جس پر اس کا کلام نازل کرنے کا اِرادہ ہو وہ خود اس کی تربیت کرتا ہے کہ وہ اس کلام کے متحمل ہونے کے قابل بن جائے۔ جیسے تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوا، اگر اللہ تعالیٰ کا کرم بندہ نواز ایک مطلق اَن پڑھ کو بوجہ اس کے ان اعلیٰ صفات کے جو اس نے اپنی حکمت سے اس میں مرکوز کر رکھی تھی افضل الرسل اور خاتم النبیین بنا سکتا ہے تو کسی معمولی لکھے پڑھے کو، جو دُنیا کے امتحانوں کے معیار پر پورا نہ اُترتا ہو کیونکر اپنے کلام کا متحمل نہیں بنا سکتا۔“

مشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

مرزا غلام احمد قادیانی کے مشکِ عنبریں کی بوئے جاں فزا سے تو قارئینِ کرام گزشتہ سطور میں لطف اندوز ہوچکے ہیں، مگر چوہدری صاحب نے ”مطلق اَن پڑھ“ اور ”معمولی لکھے پڑھے“ کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان جو تقابل قائم کیا ہے وہ گستاخی کی آخری حدوں کو عبور کرتا ہے۔ گویا وصفِ نبوّت میں تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ شریک ہیں، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ ”لکھے پڑھے“ بھی تھے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”مطلق اَن پڑھ“ تھے۔

چوہدری صاحب کی جماعت اور ان کے پیشوا کی یہی گستاخیاں ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو ان کے ”غیرمسلم اقلیت“ قرار دینے پر مجبور کیا، کبھی مرزا غلام احمد قادیانی کی رُوحانیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت سے اقویٰ واَکمل اور اَشد کہا گیا۔

(خطبہ اِلہامیہ، ص:۱۸۱)

کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی رُوحانیت کو ناقص، اور مرزا قادیانی کے زمانے کی رُوحانیت کو کامل کہا گیا۔ (خطبہ اِلہامیہ، ص:۱۷۷، رُوحانی خزائن ج:۱۶، ص:۱۷۸)

کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرزا غلام احمد قادیانی کی ”فتحِ مبین“ کو بڑی اور زیادہ ظاہر کیا گیا۔ (خطبہ اِلہامیہ، ص:۱۹۳، رُوحانی خزائن، ج:۱۶، ص:۱۹۳)

کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو صرف تائیدات اور دفعِ بلیات کا، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے کو برکات کا زمانہ ٹھہرایا گیا۔ (تبلیغِ رسالت، ج:۵، ص:۴۴)

کبھی یہ بتایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حقائق کا صحیح انکشاف نہیں ہوا تھا، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ہوا۔ (ازالہ، ص:۶۹۱، رُوحانی خزائن، ج:۳، ص:۴۷۳)

کبھی یہ سمجھایا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ذہنی اِرتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھا۔ (ریویو، مئی ۱۹۲۹ء)

کبھی صاف صاف اعلان کردیا گیا:

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار ”بدر“ جلد نمبر۲، نمبر۴۳، مؤرخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

اور کبھی اس سے بڑھ کر یہ گستاخی کی گئی کہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیائے کرام کی مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ بیعت کرادی گئی۔ (”الفضل“ ۲۶؍فروری ۱۹۲۴ء، ۱۹، ۲۱؍ستمبر ۱۹۱۵ء، ۲۶؍فروری ۱۹۲۴ء، پیغامِ صلح لاہور ۷؍جون ۱۹۳۴ء)

دراصل ان ساری گستاخانہ تعلّیوں کی جڑ بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیم اور بالخصوص ان کا دعوائے ظلّی نبوت ہے، جس کی تشریح یہ کی گئی ہے:

”خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیحِ موعود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے، یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیحِ موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دُوئی اور مغائرت نہیں رکھتے بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں۔ یعنی لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہیں (یعنی عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کا بروز ...ناقل)۔“ (”الفضل“ ۱۶؍ستمبر ۱۹۵۱ء)

”گزشتہ مضمون مندرجہ الفضل مؤرخہ ۱۶؍ستمبر میں میں نے بفضلِ اِلٰہی اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیحِ موعود باعتبار نام، کام، آمد، مقام مرتبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا وجود ہیں۔“

(”الفضل“ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

یہی گستاخانہ تاثر چوہدری صاحب ”مطلق اَن پڑھ“ اور ”معمولی پڑھے لکھے“ کے تقابل سے دے رہے ہیں۔

جہاں تک ان کی اس منطق کا تعلق ہے کہ ”پرائمری فیل“ بھی نبی بن سکتا ہے، اس بارے میں بس یہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ ان کی چشمِ تصوّر منصبِ نبوّت کی بلندیوں کو چھونے سے قاصر ہے، اور وہ اس میں واقعتا معذور بھی ہیں، کیونکہ بدقسمتی سے ان کے لئے نبوّت کا بلندترین معیار لے دے کر مرزا غلام احمد ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ نبی بس اسی طرح کے لوگ ہوتے ہیں جو اپنی بے مثل ”ذہانت و فطانت“ کے سبب دُنیا کے معمولی امتحان میں بھی فیل ہوجائیں، جن کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم ہو کہ قرآن مجید کے الفاظ بھی غلط نقل کیا کریں اور خود اپنی وحی کے سمجھنے اور یاد رکھنے سے بھی معذور ہوں، جو اپنے اُمتیوں سے یہ مسئلہ پوچھتے پھریں کہ میں نماز میں فلاں چیز اَدا نہیں کرسکا، میری نماز ہوگئی یا نہیں؟

(قادیانی مذہب طبع پنجم، ص:۷۷۰)

جو بارہ برس تک یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ خدا نے اسے مسیحِ موعود بنادیا ہے، اور جو منصبِ نبوّت پر فائز ہونے کے بعد بائیس برس تک یہ نہ سمجھ سکیں کہ نبوّت کہتے کس چیز کو ہیں اور اس کا مفہوم کیا ہوتا ہے...؟

ظاہر ہے کہ جن حضرات کے سامنے نبوّت کا یہ معیار ہو وہ چوہدری صاحب کی منطق سے آگے کیا سوچ سکتے ہیں؟ تاہم چوہدری صاحب کی خدمت میں دو گزارشیں کروں گا، ایک یہ کہ نبی

"اَن پڑھ" ضرور ہوتے ہیں، مگر غبی اور کند ذہن نہیں ہوتے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے بلند و بالا منصب کی وجہ سے دُنیا کے گھٹیا اور سفلی علوم کی طرف اِلتفات نہ فرمائیں، لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ جس علم کی طرف توجہ فرمائیں، وہ ان کے سامنے پانی نہ ہوجائے، اور اس میں پوری تیاری کے بعد بھی "فیل" ہوجائیں۔

نبی صرف جاہلوں، بدوؤں اور کندہ ناتراش قسم کے لوگوں کا نبی نہیں ہوتا، بلکہ اس کے سامنے دُنیا بھر کے افلاطون وارسطو، قانون داں، سائنس داں اور دیگر علوم و فنون کے ماہرین بھی طفلِ مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دُنیا کا کوئی شخص اپنے فن میں انبیائے کرام علیہم السلام پر فوقیت نہیں رکھتا، یہی وجہ ہے کہ وہ دُنیا کے کسی آدمی کی شاگردی نہیں کرتے، نہ کسی گل علی شاہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتے ہیں، ورنہ آج جو اُستاد اسکول میں کسی طالبِ علم کے کان پکڑواتا ہے، کل وہ طالبِ علم اس اُستاد کے سامنے دعوائے نبوّت لے کر کیسے جاسکتا ہے؟ خلاصہ یہ کہ انبیائے کرام علیہم السلام دُنیا کے علوم کی طرف توجہ نہیں فرمایا کرتے، بلکہ "أنتم أعلم بأمور دنیاکم" کہہ کر آگے گزر جاتے ہیں، لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ ان معمولی علوم کے سمجھنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں، اور پوری تیاری کرنے کے بعد بھی ...معاذ اللہ... ناکامی ان کے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے۔ ذرا تصوّر کیجئے کہ ایک لالہ اور ایک نبی دونوں امتحان گاہ میں قدم رکھتے ہیں، لالہ کامیاب اور "نبی" فیل ہوجاتا ہے، کیا یہ نبی صاحب "دعوائے نبوّت" لے کر لالہ جی کے سامنے جاسکتے ہیں؟ اور اگر جائیں تو کیا لالہ جی یہ نہیں فرمائیں گے کہ برخوردار تم میں معمولی امتحان پاس کرنے کی تو صلاحیت نہیں، وہ کون عقل مند ہے جس نے تمہیں نبی بنادیا ہے...؟

چوہدری صاحب اور ان کے ہم جماعتوں کی مشکل یہ ہے کہ نبوّت کی عبائے زرّیں مرزا قادیانی کی قامت پر راست نہیں آئی، کجا وہ عالی شان ہستیاں جن کے آگے انسانی کمالات کی ساری رفعتیں پست رہ جاتی ہیں، کجا مرزا غلام احمد قادیانی؟ جو اپنے زمانے کے معمولی افراد کے ساتھ بھی کندھا ملاکر نہیں چل سکتے، علم وفضل کا یہ عالم کہ ایک معمولی سے دیسی پادری کے ساتھ پندرہ دن تک پنجہ آزمائی کے باوجود اسے چت کرنے میں ناکام رہتے ہیں، اب چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت نبوّت کی بلند و بالا سطح تک نہیں پہنچ سکتی، تو اس کا حل یہ تلاش کیا جاتا ہے کہ خود نبوّت ہی کو گھسیٹ کر نیچے کھینچ لایا جائے۔

دُوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ "اَللہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ" کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایرے غیرے کو جب چاہے نبی بنادیتا ہے، بلکہ اس کے بالکل برعکس آیتِ کریمہ کا منشا یہ ہے کہ نبوّت ہر کس و ناکس کو نہیں دی جاتی (جو عام انسانوں کی سطح سے بھی فروتر ہوں) نبوّت ایک اعلیٰ و ارفع منصب ہے اور خدا ہی جانتا ہے کہ اس منصب کی اہلیت کون رکھتا ہے کون نہیں؟

مجھے مرزا غلام احمد سے لے کر چوہدری محمد ظفر اللہ خان تک ان کی جماعت کے تمام اکابر سے یہ سخت شکایت ہے کہ وہ اپنے حرفِ غلط کے لئے قرآنِ کریم پر مشقِ ستم رَوا رکھتے ہیں، انہیں اس کا قطعاً احساس نہیں کہ قرآن کریم پر یہ ظلم کتنا سنگین ہے، کاش! انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا کچھ لحاظ ہوتا: "من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النّار" یعنی جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کوئی بات کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہئے۔

اب دیکھئے قرآن تو یہ کہتا ہے کہ نبوّت ہر کس و ناکس کو نہیں ملتی، لیکن چوہدری صاحب اس سے یہ کہلواتے ہیں کہ نبوّت ہر پھسڈی اور "پرائمری فیل" کو بھی عطا کردی جاتی ہے۔ نبوّت بلاشبہ عطیہ ربانی ہے لیکن اس کے لئے انسانیت کے ان بلندترین افراد کو چنا جاتا ہے، جو تمام انسانی اوصاف و کمالات میں دُنیا بھر کے انسانوں سے اعلیٰ وارفع ہوں، مراق وہسٹریا اور اعصابی امراض کے کسی مریض کو اس کے لئے منتخب نہیں کیا جاتا، جس میں لفاظی وتعلّی اور کاغذی گھوڑے دوڑانے کے سوا دُنیا کا کوئی علمی و عملی کمال نہ ہو۔ تعجب ہے کہ یہ موٹی سی بات بھی چوہدری صاحب نہیں سمجھ پائے تو کرسیٔ عدالت پر بیٹھ کر حق و باطل اور سچ اور جھوٹ کے درمیان امتیاز کیسے کرتے ہوں گے؟ پھر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو نبوّت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، خواہ کوئی آسمان کے تارے توڑ لانے کا مدعی ہو! فقہ اکبر کے شارح حضرت شیخ علی القاریؒ کے بقول: "دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع" ...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے...

(اقتباس از تحفۂ قادیانیت، ج:۶، ص:۴۳۱ تا ۴۳۶، تحریر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ) ☆☆

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۲۱

ج...... مطالبات کے لئے سینکڑوں جلسے ہوئے۔ ہزاروں تاریں دی گئیں۔ رجسٹریاں بھیجی گئیں۔ جلوس نکالے گئے۔ وفود نے ملاقاتیں کیں۔ بار بار پیش ہوکر درخواست کی۔ اخبارات نے لکھا۔ تمام ملک میں تمام صوبہ جات میں کانفرنسیں ہوئیں۔ لیکن حکومت نے ٹال مٹول سے کام لیا۔

د...... جولائی ۱۹۵۲ء سے حکومت جانتی تھی کہ تمام قوم مطالبات کی حامی ہے۔ تمام اسلامی فرقے متفق ہیں۔ تمام علماء کا یہی فیصلہ ہے۔ مگر حکومت نے اتنے عالمگیر مطالبہ سے افسوس ناک بے اعتنائی برتی اور مسلسل چھ مہینے تک کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

ر...... آخر کار مجلس عمل نے ایک ماہ کا نوٹس دیا کہ ہمارے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو ہم راست اقدام کریں گے۔ مجلس عمل کو یقین تھا کہ حکومت ایسے مذہبی اور عوامی مطالبہ کو ضرور تسلیم کرلے گی اور یہ کہ یہ نوٹس حکومت کو جمہوری لائنوں پر مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش پر آمادہ کر دے گا اور راست اقدام کی نوبت نہ آئے گی۔

س...... حکومت نے عوامی مسائل سے عمدگی سے نمٹنے اور جمہور اور حکومت کو ایک جسم کے اعضاء قرار دے کر دادرسی کر کے ان کو مطمئن کرنے کی بجائے اس کو غلط وقار کا سوال بنادیا۔ قوم کے نمائندوں نے اپنے وقار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے چار دن اور انتظار کیا اور پھر ملاقات کی، مگر حکومت کے جمود میں کوئی فرق نہ آیا۔

ص...... مجلس عمل نے اپنی قرارداد کے موافق راست اقدام کا پروگرام تجویز کرلیا تھا جس کو اگر وہ جیل سے باہر رہتی تو اسی طرح چلانے کی کوشش کرتی اور قیام امن کے لئے پہلے کی طرح عوام سے اپیل کرتی رہتی، لیکن حکومت نے ساری مجلس عمل ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں گرفتار کرلی۔

ط...... مجلس عمل کا پروگرام یہ تھا کہ رضا کار سندھ کے یا پنجاب اور دوسرے صوبہ جات کے کراچی جائیں اور خواجہ ناظم الدین کے ہاں مطالبات پیش کرنے کی کوشش کرتے جائیں اور اگر یہ گرفتار کرلئے جائیں تو اور جائیں یہاں تک کہ حکومت مطالبات تسلیم کرے۔

ع...... اگر یہ راست اقدام حکومت کو ناپسند تھا تو وہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کر سکتی تھی۔ لیکن جیسا کہ راست اقدام ایک آئینی تحریک تھی۔ اگر حکومت بھی پرامن اور آئینی ہی ذرائع استعمال کرتی تو اس میں شک نہیں کہ گرفتاری بیس لاکھ کے لگ بھگ ہوتی۔ حکومت کو کیمپ کھولنے پڑتے یا قیدیوں کو رکھنے کا کوئی اور انتظام کرنا پڑتا۔ خرچ بھی کرنا پڑتا۔ لیکن جو بدامنی فسادات اور گولیوں کی نشانہ بازی ہوتی رہی یہ ہرگز نہ ہوتا۔ حکومت کو یا رائے عامہ کو دیکھ کر مطالبات ماننے پڑتے یا تحریک کی پشت پر عوام نہ ہوتے تو خود فیل ہو جاتے۔ اس سلسلہ میں حکومت جہاں چاہتی جس اسٹیشن سے چاہتی یا جس جگہ سے چاہتی گرفتار کر لیتی۔ لیکن حکومت نے گرفتاریوں اور پرامن مقابلہ کی جگہ لاٹھی چارج شروع کیا اور وہ بھی ہزاروں عوام کے سامنے بر سر بازار۔ حتیٰ کہ بعض آدمی جاں بحق ہو گئے۔ اس طرح حکومت نے گرفتار شدگان کو لاریوں میں بھر کر رات کو دور جنگلوں میں چھوڑنا شروع کر دیا۔ اس سے آہستہ آہستہ عوام کے جذبات سخت طور پر مجروح ہوتے گئے اور جب حکومت نے فائرنگ کی تو مزید اشتعال پیدا ہوا۔ سول سیکرٹریٹ تک اس متشددانہ کارروائی کا اثر پڑا۔ بہرحال حکومت کے اس طرز سے پولیس اور عوام میں تصادم ہونے لگا اور حالات نے نہایت ہی افسوس ناک شکل اختیار کرلی۔

عمال حکومت کا طرز عمل:

اس اثناء میں عمال حکومت نے حالات کو اعتدال پر لانے کی کوئی کوشش نہیں کی یہ بالکل غلط ہے کہ خلاف امن سرگرمیوں کے خلاف کوئی عالم اپیل کرنے کے لئے نہ مل سکتا تھا۔ مجلس عمل

اور احرار کا لیڈر، ہر عالم یہ اپیل کرتا بشرطیکہ حکومت یہ چاہتی۔ اگر حکومت ان کو جیل سے باہر لاکر ریڈیو پر ان سے اعلان کراتی، وہ کرتے لیکن اس شرط پر کہ صرف پُرامن گرفتاریاں کرنے کا حکومت وعدہ کرتی۔ وہ اعلان کرتے کہ صرف پُرامن گرفتاریاں دو۔ تحریک بند کرنے کا اعلان نہیں ہوسکتا۔ قیام امن کے ساتھ گرفتاریاں دینے کی پوری کوشش ہوسکتی تھی۔ یہی بات ضلع کیمبل پور، ضلع میانوالی اور ضلع راولپنڈی میں ہوئی۔ وہاں مقامی لیڈروں کو بھی حکومت نے آخیر میں گرفتار کیا۔ انہوں نے نہایت امن سے گرفتاریاں دلائیں اور اگرچہ ابتداءً معمولی بدمزگی ہوئی بھی، تو علماء اور حکام کی بات چیت سے حالات کو بہتر بنادیا۔ بہرحال یہاں تو حکومت ایسا چاہتی ہی نہ تھی۔ مرکزی حکومت نے پہلے سے ہی اس کو وقار کا سوال بناڈالا تھا اور یہ نہ کرتی تو کیا کرتی؟ وہاں چوہدری ظفر اللہ خان کے اثرات تھے۔ ادھر پنجاب کے اعلیٰ افسروں پر اسی پرانے انگریزی قانون کا تسلط تھا کہ پہلے ہی زور کا تشدد کرکے تحریک کو کچلنے اور عوام کو دہشت زدہ کردینے میں کامیابی ہے۔ حالانکہ انگریز اپنے ملک میں کبھی ایسا نہیں کرتا اور یہ طرز عمل غلام ملکوں کے لئے تھا تاکہ کوئی سر نہ اٹھا سکے اور یہ بھی مصیبت تھی کہ بعض اعلیٰ افسر مثلاً چیف سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ کفر و اسلام کی تفریق کو سماج دشمنی قرار دے کر تحریک والوں کو سماج دشمن سمجھ رہے تھے۔ جن پر تشدد ہی چاہئے تھا اور یہ بھی ناممکن ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان کے اثرات اور مقامی مرزائی عناصر کے اثرات اپنا کام نہ کررہے ہوں۔ اسی لئے سب سے پہلے ۲۷ فروری کو صرف احرار کارکنوں کی فہرست گرفتاری کے لئے تیار کی گئی۔ حالانکہ مجلس عمل کے سینکڑوں کارکن تمام پنجاب میں مصروف عمل رہے اور جولائی ۱۹۵۲ء کے بعد سے مسلسل چھ ماہ تک مجلس عمل سے متعلق تمام حضرات کا ملک بھر میں کام کرنا اور ہر ضلع میں مقامی مجلس عمل کا قائم ہونا حکام سے مخفی نہیں رہ سکتا تھا۔

مرکز اور صوبے کی بدگمانیاں

حالات کو اعتدال پر لانے اور مطالبات کے سلسلہ میں اسلامی نقطہ نظر سے اور عوام الناس کے جذبات کی روشنی میں غور کرکے کوئی صحیح راستہ اختیار کرنے کی راہ میں رکاوٹ مرکز اور صوبائی حکومت کی باہمی بدگمانیاں تھیں۔ ورنہ اثناء تحریک میں رائے عامہ کا طوفان دیکھنے کے بعد وزارت پنجاب نے اعلان کردیا تھا کہ مطالبات کے لئے سفارش کی جائے گی اور مرکز کو اس نے اطلاع بھی دے دی تھی۔ لیکن مرکزی حکومت نے باہمی بدگمانیوں کی وجہ سے اس کو وزیر اعلیٰ پنجاب کا الٹی میٹم قرار دیا۔ اگر بدگمانیاں نہ ہوتیں تو وہ سر جوڑ کر اسلامی اور پاکستانی مفاد کی روشنی میں سوچتے اور اس موقع پر عوامی لیڈروں سے اعلان بھی کراسکتے تھے۔ بدقسمتی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی حکومت یہ سمجھ بیٹھی کہ وزارت پنجاب نے عوام کو ساتھ لے کر بغاوت کردی ہے۔ پھر تمام ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ لاہور آ بیٹھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہٹلر سے جنگ ہے اور برلن فتح کرنا ہے۔ اس باہمی ذہنی آویزش کی چکی میں مسلمان قوم پس گئی اور خوب کوشش کی گئی کہ جتنی جلدی ہو، سختی کرکے ہٹلر اور برلن کو دبا دیا جائے اور لاہور و بعض دیگر اضلاع میں وہ طرز عمل اختیار کیا گیا جو اپنی اور قومی حکومت کے کسی طرح شایان شان نہیں ہوسکتا۔

ف...... یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ رضاکاروں نے گرفتاری کے وقت کہیں مزاحمت یا مقابلہ نہیں کیا۔ عمال نے بوکھلا کر گرفتار کرنے کی بجائے لاٹھی چارج فائرنگ اور دہشت زدگی شروع کردی۔ اسی طرح رات کو دور جنگلوں میں لے جاکر چھوڑ دینا جن کی پیدل واپسی سے راستے کے دیہات پر خود بخود اثر پڑتا جاتا رہا۔ (جاری ہے)

تذکرہ مصطفیٰ ﷺ

یہ آرزو ہے کہ اپنے آقا کو دھڑکنوں کے سلام لکھوں
نظر سے شبنم کے موتی لے کر میں اُن کے قدموں کے نام لکھوں
میں اِک ادنیٰ امتی ہوں، میں کیسے اُن کا مقام لکھوں
خدا سے لفظِ سحر عطا ہو تو پھر میں اُن کا کلام لکھوں
پتہ نہیں یہ میری عقیدت ہے یا اُن سے نسبت کا سلسلہ ہے
خدا گواہ ہے کہ روضہ نہ جب تک دیکھ پاؤں بہشت کو نا تمام لکھوں

خبروں پر ایک نظر

تین روزہ ختم نبوت کورس

لاہور... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ شاہدرہ کے زیراہتمام تین روزہ ختم نبوت کورس جامع مسجد نمرہ بھٹے ڈسنوال شاہدرہ لاہور میں ہوا۔کورس میں مرکز ختم نبوت چناب نگر کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، ناظم نشر و اشاعت لاہور مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، مولانا سید جنید بخاری، مولانا محمد رفاقت ودیگر علماء اور عوام نے شرکت کی۔ختم نبوت کورس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، کذبات مرزا ودیگر مختلف موضوعات پر علماء نے لیکچرز دیئے۔علماء نے لیکچرز دیتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں اور ناموس رسالت کے لئے قربانی دینے کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اغیار کی شہ پر ہمیشہ قادیانیوں کی سرپرستی کی گئی اور اس فتنے کو پنپنے کا موقع فراہم کیا گیا لیکن علماء نے قادیانیت کا تعاقب کرتے ہوئے امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت کی۔عقیدہ ختم نبوت، قرآن مجید کی ایک سو آیات مبارکہ اور دوسو دس احادیث سے ثابت ہے۔سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت پر ہوا۔قادیانی لابی مسلسل عالمی سطح پر اپنی مصنوعی مظلومیت کا واویلا کر کے اسلام اور پاکستان کے وجود کو بدنام کر رہی ہے۔بہت ساری قربانیوں اور صبر آزما جدوجہد کے بعد قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا، اپنے اکابرین کی جدوجہد کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا اور اس کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور قرارداد مقاصد اس کے آئین کا حصہ ہے۔اسلام اور آئین پاکستان نے جو اقلیتوں کو حقوق دیئے ہیں وہ پاکستان میں انہیں مکمل طور پر حاصل ہیں لیکن قادیانی آئین پاکستان کو ماننے سے انکاری ہیں۔قادیانی آئین کو نہ مان کر کھلم کھلا آئین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے۔مولانا غلام رسول نے کہا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں گروہ (قادیانی اور لاہوری) کو ان کے کفریہ عقائد کی وجہ سے 1974ء میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا لیکن آج تک قادیانیوں نے پارلیمنٹ کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا۔ قادیانی گروہ مسلسل آئین پاکستان اور پارلیمنٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔

کرتار پور کوریڈور کھول کر سکھ اور قادیانی گٹھ جوڑ کو مضبوط کیا جا رہا ہے: علماء کرام

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جامعہ صدیقیہ و جامع مسجد الرفیق مصطفیٰ آباد صدر کینٹ لاہور میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس وفاق لمدارس العربیہ پاکستان لاہور ڈویژن کے صدر مولانا مفتی عزیز الرحمن اور مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر پیر میاں رضوان نفیس کی صدارت میں منعقد ہوئی۔کانفرنس میں ملک عزیز کے ممتاز علماء کرام مولانا عبدالقدوس گجر، مولانا مفتی رضوان عزیز، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا صوفی محمد اکرم، کانفرنس کے منتظم اعلیٰ مولانا محمد یعقوب فیض، مولانا حسام الدین، معروف قاری، قاری عبدالرشید، نعت خوان مولانا محمد آصف رشیدی، مولانا ادر بخش اعوان، مولانا محمد عمران نقشبندی، حافظ افتخار احمد قصوری، قاری خالد حبیب، مولانا نعیم قریشی، قاری محمد عثمان، مولانا دوست محمد سمیت کئی ایک علماء کرام اور بڑی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ کی وحی کے ذریعے امت کے لئے ہدایت کاملہ کے لئے مبعوث کیا گیا اور خاتم النبیین کے منفرد اعزاز سے نوازا گیا، نوروحی کی امین یہی امت ہے۔قادیانی جھوٹی نبوت اور دھوکہ دہی کے ذریعے شب خون مار رہے ہیں، فتنہ قادیانیت کو پنپنے کے لئے مواقع فراہم کئے گئے اور قادیانیوں کو ایک منصوبہ کے تحت باقاعدہ پروموٹ کیا جا رہا ہے تاکہ جہاد کی نفی ہو۔دس ہزار شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کے نتیجے میں 1974ء میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔مولانا عبدالقدوس گجر نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد دعویٰ نبوت کرنے والوں کو دجال اور کذاب قرار دیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق مرتد کی شرعی سزا نافذ نہ کرنا سابقہ اور موجودہ حکومت کی بدنیتی اور قادیانیت نوازی ہے۔مولانا مفتی رضوان عزیز نے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت اور قانون تحفظ ختم نبوت میں اپنی جانوں پر کھیل کر بھی کسی صورت تبدیلی یا ترمیم کرنے کی اجازت نہیں دیں گے، کرتار پور کوریڈور کھول کر سکھ اور قادیانی گٹھ جوڑ کو مضبوط کیا جا رہا ہے۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے معاملہ پر قوم نے کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کیا اور نہ ہی

آئندہ کرے گی، قادیانی اسلام کا عنوان استعمال کر کے دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مولانا محمد یعقوب فیض نے کہا کہ لاہوری و قادیانی مرزائیوں کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں، قادیانیوں کا راستہ روکنا ایمانی تقاضا ہے، قانون نافذ کرنے والے ادارے تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت جیسے عظیم قوانین پر عملدآمد نہیں کرارہے۔ فتنۂ قادیانیت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی نبوت کے اجرا کا قائل ہے۔ مقررین نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا اور ہر قیمت پر دستور کی بالادستی کی پرامن جدوجہد جاری وساری رکھی جائے گی۔ کانفرنس میں منظور قراردادوں کے مطابق یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان میں کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو فی الفور ہٹایا جائے، پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کر کے پاکستان کے قیام کے حقیقی مقاصد کی تکمیل کی جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کرتے ہوئے پاکستان کو اسلامی نظام حیات کا گہوارہ بنایا جائے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے بارہ سو صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا

لاہور .... عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس اور بنیاد ہے اور پورے کا پورا دین عقیدہ ختم نبوت کے اردگرد گھومتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کی جان اور پہچان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں، اس عقیدہ پر امت مسلمہ کے تمام افراد متفق ہیں، آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب، دجال اور مفتری ہے۔ اس عقیدے پر قرآن پاک کی ایک سو آیات اور دو سو سے زائد احادیث دلالت کرتی ہیں۔ امت نے سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر کیا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، ضلع لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر نے تحفظ ختم نبوت اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام شفاعت محمدی کے حصول کا بہترین ذریعہ اور جنت کا آسان ترین راستہ ہے، مرزا قادیانی نے اپنی انگریزی نبوت کو چلانے کے لئے دین اسلام، پیغمبر اسلام اور مقدس ہستیوں پر رکیک حملے کیے، لیکن آپؐ کے عاشقوں نے ہر دور میں جھوٹے مدعیان نبوت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کا قلع قمع کیا۔

سب ذروں کو گلزار کیا، اس کالی کملی والے نے

مسرور کیا، سرشار کیا، اس کالی کملی والے نے
سب ذروں کو گلزار کیا، اس کالی کملی والے نے

غمناک اندھیرے دُور ہوئے تاریک نصیبے تابندہ
جب امت کو بیدار کیا، اس کالی کملی والے نے

کلیوں نے کہا: سبحان اللہ! پھولوں نے پکارا: صلی اللہ
یہ گلشن لالہ زار کیا، اس کالی کملی والے نے

توحید کا کلمہ پڑھوایا اور اذن الٰہی سنوایا
پھر امت کو ہوشیار کیا، اس کالی کملی والے نے

ہے سیدِ عالم، شمع جہاں، سرتاج رُسل، محبوبِ خدا
اس دنیا کو ضوبار کیا، اس کالی کملی والے نے

جس سمت نگاہِ خاص اٹھی اور زلفِ مقدس لہرائی
اس سمت کو پُر انوار کیا، اس کالی کملی والے نے

شیدائے رسول اکرم ﷺ ہے، دیدار کا خواہاں ہے اصغرؔ
دل غیرت صد گلزار کیا، اس کالی کملی والے نے

اصغر مینائی

بابری مسجد.... دلخراش داستان

مشہور انگریز مصنف ہیرالڈ لیمب اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''تاریخ سلطنت مغلیہ'' میں لکھتا ہے:

"Babur theTiger,first of the great Mugals....

برصغیر میں مغلیہ سلطنت کا بانی ظہیر الدین بابر غیر معمولی کردار کا حامل شخص تھا۔ ایک شاعر، ادیب، آزاد روح جس نے صرف سر زمین ہندوستان ہی نہیں بلکہ اس کے باسیوں کے دل جیت لئے۔''

یہ وہی ظہیرالدین بابر ہے، جس نے اپنے دورِ اقتدار 1527ء میں اپنے سالار و معمار میر باقی کے ذریعے ہندوستان کے شہر ایودھیا میں تاریخی ''بابری مسجد'' تعمیر کروائی تھی۔

بابری مسجد کے اوپر تین گنبد تھے، درمیانی گنبد بڑا جبکہ اطراف کے گنبد قدرے چھوٹے تھے، مسجد کے صحن میں ایک کنواں ہے، مسجد کی اندرونی تعمیر کی ایک خاص بات یہ تھی کہ محراب میں ہونے والی گفتگو مسجد کے اندر ہر جگہ سنی جا سکتی تھی۔ یہ مسجد مغلیہ سلطنت اور مسلمانوں کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت تھی، جس میں مسلمان اپنی پنجگانہ نمازیں ادا کرتے تھے۔

مسلمانوں کی یہ شان و شوکت ہندو انتہا پسندوں کو کھٹکتی رہتی تھی، وہ مسلمانوں کے دبدبہ اور حکمرانی سے خائف رہتے تھے اور ہمیشہ ان کی شان و شوکت کو توڑنے میں لگے رہتے تھے لہٰذا ہندوؤں نے 1853ء میں پہلی مرتبہ یہ دعویٰ کیا کہ مسلمانوں نے مندر توڑ کر مسجد کی تعمیر کی ہے اور یہ ان کے خدا ''رام کی جائے پیدائش ہے'' اس دعویٰ کے بعد ایودھیا میں ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے، جس کی وجہ سے 1559ء میں برطانوی نوآبادیاتی حکومت کی جانب سے عبادت کی جگہ کی تقسیم کر دی گئی۔ لیکن اس کے باوجود

مولانا محمد زکریا نعمان، کراچی

ہندوؤں نے بابری مسجد کے خلاف سازشیں جاری رکھیں اور 1949ء میں چپکے سے ایک مورتی مسجد کے اندر رکھ دی اور دعویٰ کیا کہ مسجد سے رام کی مورتی برآمد ہوئی ہے لہٰذا یہ مسجد پہلے مندر تھی، اس واقعہ کے بعد متعصب عدالت نے متنازع جگہ قرار دے کر مسجد بند کروادی۔ 1984ء میں ہندو ویشوا پریشد نے رام کی جائے پیدائش کو آزاد کروانے کے لئے تحریک کا اعلان کیا اور بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP) کے رہنما لعل کرشن ایڈوانی نے اس کی قیادت سنبھالی، 1989ء میں ہندو ویشوا پریشد نے ساتھ والی زمین میں رام مندر کی بنیاد رکھ دی۔ 1990ء میں ہندو انتہا پسندوں نے مسجد کو جزوی نقصان پہنچایا، ستم بالائے ستم 1991ء میں ایودھیا میں (BJP) کی حکومت قائم ہوگئی اور 1992ء میں دو لاکھ ہندوؤں کی موجودگی میں مسلح ہندو انتہا پسندوں نے مسجد پر حملہ کر دیا اور نہایت بے دردی سے اس عظیم الشان مسجد کو شہید کر ڈالا، مسجد کی شہادت کے بعد ہونے والے فسادات میں دو ہزار مسلمان شہید ہوگئے، یوں ہندو انتہا پسندوں کے ہاتھوں مغلیہ سلطنت میں قائم کی گئی شاہکار مسجد شہید کر دی گئی۔

ہندوؤں نے مسجد تو شہید کر دی تھی لیکن عدالتی حکم کے بغیر اس میں مندر قائم نہیں کر سکتے تھے، تقریباً پچاس سالوں سے عدالت میں مسجد کا مقدمہ چلتا رہا اور رواں مہینہ ہندوستان کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رنجن گوگئی کی سربراہی میں جسٹس اشوک بھوشن، جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ، جسٹس ایس عبدالنظیر اور جسٹس شرداروبند نے انتہا پسندوں کے دباؤ میں آ کر مسجد کی جگہ کو ہندوؤں کے حوالے کر دیا اور مسلمانوں کے لئے دوسرے نمایاں مقام میں پانچ ایکڑ زمین فراہم کرنے کا حکم دیا۔ عدالت نے مزید بتایا کہ مسلمانوں نے مندر توڑ کر مسجد نہیں بنائی تھی اور 1949ء میں مسجد کے اندر مورتی رکھ کر مسجد کی بے حرمتی کی گئی تھی اور اس کے بعد سے ان کو عبادت سے روکنا غیر قانونی عمل تھا۔

ہندوستان کے سپریم کورٹ کے متنازعہ فیصلے کے بعد عالم اسلام میں اشتعال پایا جاتا ہے اور بڑے بڑے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں نے اس فیصلے کو غیر منصفانہ اور متعصبانہ قرار دیا ہے، فیصلے کے بعد سے ہندوستان کی اقلیت خود کو اور زیادہ غیر محفوظ سمجھنے لگی ہے اور دوسرے مذاہب کے لوگ اپنی عبادت گاہوں کے بارے میں تشویش میں مبتلا ہیں۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ اس فیصلے کے مستقبل میں کیا اثرات مرتب ہوں گے، لیکن یہ تو طے ہے کہ مسلمان اپنی عبادت گاہ سے محروم ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔☆☆

REGD.SS.160

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	صفحات	رعائتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	1129	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	672	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	752	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3240	1000
5	فتاویٰ ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1644	1000
6	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	480	200
7	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	572	200
9	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	544	200
10	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
11	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	552	200
12	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	440	200
13	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل		200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2952	800
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	688	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1672	500
17	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	216	100
18	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	192	100
19	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	376	100
20	لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	1008	300
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	296	100
22	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	312	100
23	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	352	200

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486